امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۱۱/ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸/اکتوبر ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 41

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا ہارون الرشیدؒ
■ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
■ حکایات اہل دل
■ امیر شریعت ثامن مولانا احمد ولی فیصل
■ خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے
■ کبر وغرور ایک مہلک مرض
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

بیعت امارت وعہد اطاعت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بیعت کے معنی عہد و پیمان کے آتے ہیں اور اصطلاح میں بیعت عہدِ اطاعت کو کہتے ہیں، یعنی جو کچھ کہا جائے گا اس پر عمل کریں گے، اور بھلائی کے کاموں میں نافرمانی سے گریز کریں گے، قرآن کریم میں مومن عورتوں سے بیعت لینے کی بات آئی ہے، اور اللہ رب العزت نے اجازت دی ہے کہ ان سے بیعت لو کہ اللہ کے ساتھ وہ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، زنا، چوری اور قتل اولاد جیسے گناہ کا ارتکاب نہیں کریں گی، بہتان نہیں لگائیں گی، اور بھلائی سے متعلق احکام میں نافرمانی نہیں کریں گی، آیت میں جن عورتوں سے بیعت کی بات کہی گئی ہے، وہ بیعت ایمان سے الگ ایک چیز ہے؛ اس لیے کہ اللہ نے مومن عورتوں کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ وہ پہلے سے ہی مومن تھیں اور ایمان کے ساتھ مزید ان چیزوں پر بیعت لی جارہی ہے، سیرت کی کتابوں میں بیعت کے بہت سارے واقعات مذکور ومرقوم ہیں، جن میں بیعت رضوان، بیعت عقبہ وغیرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے، جن لوگوں نے احکام سن کر اطاعت کا عہد کرلیا وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور جنہوں نے سن کر ٹال دیا یا نافرمانی کی وہ اللہ کے ناپسندیدہ اور مبغوض بندے ہیں، قرآن کریم میں ایمان والوں کی صفت **سمعنا واطعنا** اور نافرمانوں کی صفت **سمعنا وعصینا** ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ اولو الامر کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں علماء کا اجماع ہے کہ امراء کی اطاعت کرنی ان امور میں واجب ہے جو گناہ کی بات نہ ہو اور اس پر بھی اجماع ہے کہ گناہ کی بات میں امیر کی اطاعت حرام ہے۔ چنانچہ بیعت امارت کا سلسلہ تمام خلفاء راشدین، امراء بلکہ سلاطین تک میں جاری رہا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم لوگ راحت والم ہر حال میں سمع وطاعت بجالائیں گے یعنی فراخی وتنگی میں بھی آپ کی بات سنیں گے اور فرماں برداری کریں گے اور امیر سے امارت کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے اور جہاں کہیں رہیں گے حق کا اظہار کریں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

ہندوستان کی مسلم تاریخ کے اوراق الٹیں تو یہاں دو قسم کی بیعت کا سلسلہ جاری رہا ہے، ایک بیعت طریقت اور دوسری بیعت امارت، بیعت طریقت کے سلاسل معروف ومشہور ہیں اور ان کے اوراد واذکار سلسلے کی کتابوں میں مرقوم ہیں، سینہ بسینہ بھی منتقل ہوتے رہتے ہیں، بیعت کی یہ قسم اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے، اس وقت ہماری تحریر کا مرکز ومحور صرف بیعت امارت ہے۔

۱۸۰۳ء میں جب ''ملک بادشاہ سلامت کا اور حکم کمپنی بہادر کا'' اعلان ہوگیا تو حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے ہندوستان کے دار الکفر ہونے کا فتوی جاری کردیا، ایسے میں قیام امارت شرعیہ کا خیال ارباب حل وعقد کے دل میں پیدا ہوا، حضرت سید احمد شہیدؒ جو علوم متداولہ کی تکمیل کے بعد صرف ۲۲/سال کی عمر میں حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے ہاتھوں پر بیعت طریقت کرکے خلافت پاچکے تھے، ۱۸۱۶ء میں دوبارہ دہلی تشریف لانے پر خاندان ولی اللہی کے گل سرسبد مولانا شاہ عبد العزیزؒ اور حضرت شاہ عبد القادرؒ نے بحیثیت امیر پورے خاندان کو مع اہل وعیال ان کے ہاتھ پر بیعت کرادیا۔ ۱۲۳۱ھ میں مخصوص ارباب حل وعقد کی مجلس میں اس کا اعلان ہوا، پھر ۱۲/جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ میں عمومی بیعت امامت ہوئی، جس کی اطلاع دیگر علماء مشائخ کو بھی دی گئی اور علماء ہند نے آپ کی امامت کو تسلیم کرلیا، چنانچہ سید صاحب پوری زندگی امیر کی ذمہ داریوں کو انجام دیتے رہے، آپ نے عشر وزکوٰۃ کی تنظیم وتحصیل کا شعبہ بھی قائم کیا، ڈاکٹر ہنٹر نے لکھا ہے کہ ''ان کی تبلیغ تھی کہ غیر اسلامی اقتدار کے ماتحت مسلمانوں کو زندگی گذارنے کی شرعا اجازت نہیں ہے۔''

۱۸۳۱ء میں ان کی اور ان کے رفقاء کی بالاکوٹ میں شہادت کے بعد نصب امیر کا مسئلہ علماء، ارباب حل وعقد کے سامنے پھر سے کھڑا ہوگیا، چنانچہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے موقع سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو امام وامیر منتخب کیا گیا، اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ جیسے اکابر امت نے انہیں اپنا امیر تسلیم کیا اور یہ حضرات ان کی اطاعت میں کسی سے پیچھے نہیں رہے، بعد کے دور میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن کی حیثیت امیر کی ہوگئی، وہ بیعت طریقت بھی لیتے تھے اور بیعت جہاد بھی، اس بیعت میں صرف علماء ہی نہیں، بہت سے آزاد خیال عصری تعلیم کے پروردہ بھی شریک ہوا کرتے تھے، لیکن یہ امارت عام نہیں تھی اور حضرت کے خاص متعلقین کے علاوہ اس کا بہتوں کو علم بھی نہیں تھا، یہی وجہ تھی کہ جمعیت فی الہند کے دوسرے اجلاس منعقدہ ۱۹/تا ۲۱/نومبر ۱۹۲۰ء میں حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ نے امارت فی الہند کا مسئلہ پیش کیا، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے اپنی علالت کے باوجود اس کی بھرپور تائید کی اور فرمایا کہ میری چارپائی اٹھا کر جلسہ گاہ میں لے جایا جائے، پہلا شخص میں ہوں گا جو منتخب امیر کے ہاتھ پر بیعت کرے گا (تاریخ امارت ۵۳)

حضرت شیخ الہند کا یہ مرض الموت ثابت ہوا اور آپ دنیا سے رخصت ہوگیے، مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ نے تحریک جاری رکھی اور بالآخر ۱۹/شوال ۱۳۳۹ھ کو یہ تحریک کامیاب ہوئی اور اس کے پہلے امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ بدر الدین قادریؒ اور نائب امیر شریعت مولانا محمد سجاد مقرر ہوئے، تو ان دونوں حضرات سے علماء مشائخ اور ارباب حل وعقد نے بیعت امارت وعہد اطاعت کیا۔

اس بیعت کے بعد حضرت امیر شریعت اول نے وفود کی روانگی پر توجہ مبذول کی اور اس کا مقصد بھی نیابتاً بیعت امارت ہی کرنا تھا، اس سلسلے میں حضرت نے فرمان جاری فرمایا اور لکھا کہ ''چونکہ یہ بیعت ہر شخص کے لیے ضروری ہے، اس لیے قریب کے لوگوں کو یہاں آکر بیعت کرلینی چاہیے اور دوسرے اضلاع کے لیے میں اپنے نائب کو ایک وفد کے ساتھ بیعت لینے اور تشریح احکام کے لیے عنقریب بھیجوں گا''۔ اس فرمان کے مطابق بیعت امارت اور عہد اطاعت کا سلسلہ شروع ہوا، قرب وجوار کے لوگ تو دفتر امارت شرعیہ آکر حضرت سے بیعت لیتے رہے اور باہر کے لوگوں کے لیے مولانا سجاد کی قیادت میں وفود جاتے رہے، جس کا ایک بڑا کام بیعت سمع وطاعت لینا تھا، حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ کے ایک اعتراض کے جواب میں امیر شریعت اول نے لکھا کہ ''بیعت اطاعت کے بعد یہی کام پیش نظر ہے۔''

اس بیعت امارت کے حوالہ سے بہت سے لوگ مشکوک تھے، حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ نے ان شکوک پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اس (امیر) کا ہر عمل اور ہر خیال تمام فرق اسلامیہ کے لیے واجب الاتباع نہیں ہوگا، جس عالم کی تحقیق امیر کی تحقیق کے خلاف ہو اس بنا پر اس مسئلہ خاص میں امیر کی اتباع نہ کرے تو کوئی جرم نہیں، وہ عالم ہرگز مستحق طعن نہیں اور نہ اس کی بیعت ٹوٹ سکتی ہے، مولانا سجادؒ نے لکھا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بہت سارے مسائل میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی تحقیق الگ تھی، لیکن آج تک کسی نے اس اختلاف کو نقض بیعت سے تعبیر نہیں کیا۔ دوسرے امیر شریعت حضرت مولانا شاہ محی الدینؒ کے انتخاب کے بعد بھی تقریبا چار ہزار لوگوں نے اطاعت فی المعروف کی بیعت کی، بیعت سے قبل مولانا محمد سجادؒ نے بیعت کے معنی اور طریق بیعت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا، حضرت امیر شریعت ثانی نے اس موقع سے اپنے پُر درد خطاب میں فرمایا:

''میری تمام خدمات کا مدار آپ کی سمع وطاعت پر ہے۔ اگر آپ حضرات سمع وطاعت سے میری مدد کریں گے تو آپ یقین کیجئے کہ آپ کے لیے دین ودنیا دونوں کی بھلائی ہوگی۔'' دفتر امارت شرعیہ سے باہر بھی بعض مقامات کے مسلمانوں نے اجلاس عام کرکے اظہار عقیدت اور سمع وطاعت امیر پر تجویز منظور کرکے دفتر امارت شرعیہ کو ارسال کیا، صوبہ سے باہر رہنے والے لوگوں نے بھی جلسے کیے اور سمع وطاعت کا عہد کیا، تیسرے امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ قمر الدینؒ کے وقت بھی یہی کیفیت رہی، اس موقع سے اجلاس عام میں بیس ہزار سے زائد لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر سمع وطاعت کا اقرار کیا، چوتھے امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ کے انتخاب کے موقع سے بھی پچیس تیس ہزار لوگوں نے موقع پر ہی سمع وطاعت کا عہد کیا، اسی طرح پانچویں امیر شریعت سے بھی مجمع میں موجود لوگوں نے بیعت امارت کیا، چھٹے امیر شریعت کے انتخاب کے موقع سے مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے حضرت مولانا سید نظام الدینؒ کے نام کی تجویز رکھی، جس کی مجلس ارباب حل وعقد کے ارکان نے تائید کی، اس موقع سے تمام ارباب حل وعقد کی طرف سے حضرت مولانا محمد قاسم مظفرپوری دامت برکاتہم نے بیعت امارت کیا اور مجمع میں موجود لوگوں نے سمع وطاعت کا اقرار کیا، ۲۹/نومبر ۲۰۱۵ء کو ساتویں امیر شریعت کا انتخاب ارریہ میں ہوا، کئی لاکھ کے مجمع نے اجلاس عام میں ساتویں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی سے بیعت امارت وعہد اطاعت کیا، آٹھویں امیر شریعت کی حیثیت سے حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم ۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء کو منتخب ہوئے اور ان سے بیعت امارت اور عہد اطاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ سلسلہ دراز ہوگا۔

اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ بیعت امارت اور عہد اطاعت کوئی دقتی معاملہ نہیں ہے، اس کی بنیاد اکابر علماء، صلحاء، ارباب حل وعقد اور امارت شرعیہ کے ساتوں امراء شریعت کے دور میں موجود ہے، اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ سے لگایا گیا امارت شرعیہ کا یہ تناور درخت ماضی کی طرح آئندہ بھی ملت اسلامیہ کے لیے شجر سایہ دار ثابت ہوگا اور پہلے سے زیادہ مضبوط انداز میں امارت کا کام آگے بڑھے گا، ایسی ہمیں امید رکھنی چاہیے۔

یہ شجرۂ طوبیٰ پھیلا ہے تا وسعت امکاں پھیلے گا

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ——— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ازدواجی زندگی کو پر کیف بنایئے

’’اور اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح گذر بسر کرو، اگر وہ تم کو نہیں بھاتی ہیں تو ہوسکتا ہے کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ نے اسی میں بہت سی خوبیاں رکھی ہوں‘‘ (سورہ نساء:۱۹)

وضاحت:۔ اللہ رب العزت نے ازدواجی زندگی کو پر کیف اور خوشگوار بنائے رکھنے کے لئے ایک زریں نسخہ عطا فرمایا ہے کہ اگر تمہاری بیوی کی کوئی عادت تمہیں ناپسند ہو تو یہ سوچ کر اسے نبھانے کی کوشش کرو کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اسی میں خیر رکھا ہوا، ہی مضمون کی ایک حدیث بھی ہے کہ کوئی مومن مرد اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر بیوی کی کوئی عادت اس کو ناپسند ہو، تو ہوسکتا ہے کہ دوسری خصلت اسے پسند آجائے، کیونکہ انسان بسا اوقات کسی چیز کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ وہ چیز خیر سے پر اور برکت سے لبریز ہوتی ہے، یقین مانئے کہ زوجیت کا رشتہ حقیر جذباتی رجحان سے بلند تر ہوتا ہے، اس لئے شوہر پر لازم ہے کہ وہ صبر وتحمل اور حلم وبردباری بلکہ کشادہ قلبی سے کام لے اور عورتوں کے نسوانی مزاج کا خیال رکھتے ہوئے مروت وشرافت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ اس کی فطرت ہے اگر آپ نے چشم پوشی سے کام لیا اور اس کی خامیوں کو نظر انداز کیا تو گھر امن وسکون کا گہوارہ ہوگا اور ازدواجی زندگی چین وسکون سے گذرے گی، میاں بیوی کا تعلق نہ تو جز وقتی ہوتا ہے اور نہ خالص اس کا مقصد خواہشات نفس کی تکمیل ہے، بلکہ اس کے علاوہ دوسرے مقاصد بھی ہیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے ذہنی، فکری طور پر ہم آہنگ ہوں یا کم از کم ایک دوسرے کی رعایت ضرور کریں۔ اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی نفسیات کا خیال رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر طویل خطبہ دیتے ہوئے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! سنو، عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں، تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں، سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے، اگر وہ ایسا کریں تو پھر خواب گاہ میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں تنبیہ کرو، پھر جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کے بہانے نہ ڈھونڈو، سنو! تمہارے کچھ حقوق بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اوپر ہیں، ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جنکو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ (ترمذی)

گویا اس حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجین کے حقوق اور ذمہ داریوں کی پوری وضاحت کردی ہے، اگر مسلمان ان خطوط ونقوش پر عمل پیرا ہوجائے تو دونوں کی زندگی کیف وسرور کے ساتھ گذرے گی اور کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہیں پہونچے گی۔

انسانی جان کی قدر وقیمت

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو اس کے بھائی یا باپ کے جرم میں نہ پکڑا جائے‘‘ (طبرانی)

مطلب:۔ زمانہ جاہلیت میں جب دو خاندان کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوتا تھا اور ان میں کسی ایک قبیلہ کا کوئی آدمی قتل ہوجاتا تو مقتول کے ورثاء کا یہ حق سمجھا جاتا تھا کہ وہ براہ راست قاتل کا پتہ لگانے اور اس کو قتل کرے، اگر اس تک رسائی ناممکن ہوجائے یا مفقود الخبر ہو تو اس کے کسی قریبی رشتہ دار یا اس قبیلہ سے تعلق رکھنے والے کسی فرد کو قتل کردے گویا قبائل عرب میں نسلی رشتوں کو مرکز وحدت تصور کیا جاتا تھا، یہ گویا قصاص کا ایک مسلمہ قاعدہ اور اصول تھا، اسلام نے اس جاہلانہ اصول وضابطے کو قطعی طور پر حرام کردیا، ارشاد ربانی ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم زیادتی کر بیٹھو، نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وتعدی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، وہ سخت سزا دینے والا ہے (مائدہ)

ہاں اگر کوئی ظالمانہ طریقے سے مار ڈالے تو اس کے ولی کو طلب قصاص کی منصفانہ اجازت ہے، رب کائنات نے فرمایا اور جو ظلم سے مارا گیا تو اس کے وارث کو ہم نے زور دیا ہے تو وہ خون کرنے میں زیادتی نہ کرے بے شبہ اس کی مدد کی جائے (بنی اسرائیل) گویا قاتل کے ورثا پر دست درازی سے روکا گیا چنانچہ حجۃ الوداع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل خطبہ دیا اور اس میں اعلان فرمایا کہ کسی شخص کو اس کے بھائی یا باپ کے جرم میں پکڑا نہ جائے کیونکہ یہ انسانی اصول کے خلاف ہے کہ انتقامی جذبے کی رو میں انسان اس طرح بہ جائے کہ قاتل کے بجائے اس کے کسی عزیز کی گردن مارنے لگے یہ عدل وانصاف کے بھی خلاف ہے اور بشری تقاضے کے بھی کیونکہ عدل اچھائی اور نیکی کی روح ہے اور نفسانی خواہشات ہوا وہوس پر چلنا گمراہی اور ضلالت ہے اور جس نے اپنے آپ کو اس سے بچالیا وہ کامیاب وبامراد ہے، بسا اوقات انسان اپنی غرض یا غصہ سے اندھا ہوکر دوسروں پر ظلم کر بیٹھتا ہے، یہ اندھاپن قیامت کے دن ہولناک دن میں اندھیرا بن کر نمودار ہوگا۔

اب ذرا غور کیجئے کہ ہمارے معاشرے میں اگر کسی سے ناچاقی ہوجاتی ہے تو غصہ کی آگ اس کے دوستوں اور عزیزوں تک بھڑک جاتی ہے جس سے تعلقات کمزور ہونے لگتے ہیں، ناچاقی بڑھنی شروع ہوجاتی ہے ہمارا یہ طرز عمل مومنانہ اوصاف کے قطعی خلاف ہے، ہم کو اس سے بچنا چاہئے ”وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی“

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں:

اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجــــــواب وباللّٰہ التوفیـــــق

تمام مسلمانوں کا بہ حیثیت مسلمان یہ ایمان وعقیدہ ہے کہ جس طرح توحید میں اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے، اسی طرح ختم نبوت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وحدہ لاشریک ہے، اور جس طرح توحید میں اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک وسہیم قرار دینا شرک ہے اسی طرح ختم نبوت میں کسی کو شریک وسہیم قرار دینا کفر ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس کا انکار کرنے والا مومن نہیں رہتا ”من أنکر المتواتر فقد کفر“ (هندیه:۲/۲۶۵) اللہ پاک کا ارشاد ہے ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“ (الأحزاب:٤٠)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں؛ لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، قصر نبوت جس کی تعمیر کا آغاز ابو البشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اس کا انجام واختتام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر ہوچکا ہے، اب اس قصر نبوت میں ایک انچ بھی جگہ خالی نہیں جس کو کسی کے ذریعہ پر کیا جاسکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مثال اور سابقہ نبیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے حسن وجمال اور رعنائی وخوبصورتی کا اعلیٰ شاہکار ایک مکان بنایا، لیکن اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی، لوگ آتے ہیں چاروں طرف گھوم گھوم کر اس مکان کو دیکھتے ہیں اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتے ہیں، لیکن جب اس خالی جگہ پر پہونچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس خالی جگہ کو بھی پر کردیا جاتا تو اس کے حسن وجمال میں چار چاند لگ جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس خالی جگہ کو پر کرنے والی اینٹ میں ہوں، میرے ذریعہ اس قصر نبوت کا کام مکمل ہوگیا کیونکہ میں آخری نبی ہوں۔ ”عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فأحسنه وأجمله الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وأنا خاتم النبیین (صحیح البخاری:۱/۵۰۱)

خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص اور امتیازی شان ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: چھ چیزیں ایسی ہیں جو مجھ ہی کو عنایت کی گئی ہیں دیگر انبیاء کو نہیں دی گئیں، مجھے جوامع الکلم دیا گیا، رعب ودبدبہ کے ذریعہ میری مدد کی گئی، میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا، ساری زمین میرے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنادی گئی، اور مجھے قیامت تک آنے والی تمام مخلوق کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کو ختم کیا گیا: ”عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فضلت علی الأنبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب وأحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهوراً ومسجداً وأرسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون“ (صحیح مسلم:ا/۱۹۹ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو اسرائیل کی قیادت وسیادت کا فریضہ ان میں مبعوث ہونے والے انبیاء ہی انجام دیا کرتے تھے، جب بھی کسی نبی کا دنیا سے جانا ہوتا اللہ پاک اس سے پہلے دوسرا نبی بھیج دیتے (یہاں تک کہ سلسلہ چلتا ہوا مجھ تک پہونچا) اب میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ”عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسهم الأنبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وأنه لانبی بعدی“ (صحیح بخاری:۱/۴۹۱ باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوٹوک اور واضح الفاظ میں فرمایا کہ رسالت ونبوت کا سلسلہ بند ہوگیا، اب میرے بعد نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول ”عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (سنن الترمذی ابواب الرؤیا باب ذهبت النبوت وبقیت المبشرات:۲/۵۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل ہیں، ان مختصر تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، جب آپ آخری نبی ہیں تو آپ کا دین آخر الادیان، آپ پر نازل ہونے والی کتاب آخر الکتب اور آپ کی امت آخر الامم ہے، اب قیامت تک نہ تو کوئی نبی آئے گا، اور نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ اسلام کے علاوہ کوئی دین آئے گا اور نہ کوئی امت آئے گی، اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ ہم اللہ کے نبی ہیں تو وہ جھوٹا ہے نبی کا دشمن، ملعون اور کافر ہے، ایسے شخص کے کافر ہونے پر نہ تو کسی شک کی گنجائش ہے اور نہ اس کے دعویٰ نبوت پر دلیل پوچھنے کی ضرورت، کیونکہ ایسے شخص کے جھوٹا ہونے پر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر لگادی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”انه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ (سنن الترمذی:۲/۴۵ کتاب الفتن)

اور اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹوں کو بڑا ظالم قرار دیا اور ذلت آمیز عذاب کی بشارت دی ”وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ“ (سورۃ الانعام:۹۳) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے، یا دعویٰ کرے کہ مجھ پر وحی اتاری گئی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں آئی ہو، اور جو کہے کہ اللہ نے جیسا کلام اتارا ہے عنقریب میں بھی ایسا ہی کلام اتاروں گا، کاش آپ وہ منظر دیکھتے کہ جب یہ ظالم لوگ موت کی مدہوشی میں ہونگے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہونگے اور کہتے ہونگے اپنی جانیں باہر نکالو تم اللہ پر جو ناحق باتیں گھڑا کرتے تھے اور ان کے احکام کے مقابلہ میں تکبر کیا کرتے تھے آج اس کے بدلہ تمہیں رسوا کن عذاب دیا جائے گا۔ فقط

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 41 مورخہ ۱۱/ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸/اکتوبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کی عظمت وکبریائی اور بندے کی عاجزی اور فروتنی کا تقاضہ تھا کہ احکام خداوندی اور مشیت ایزدی سے قولی وعملی طور پر بندوں کو آگاہ کرنے کے لیے ایک ایسی ذات ہوتی؛ جو اللہ رب العزت کے نزدیک انتہائی مقرب اور پیغام خداوندی کو پہنچانے میں انتہائی امانت دار اور اپنے کردار کے اعتبار سے مثالی اور اپنے علم کے اعتبار سے سب پر فائق ہو۔ اللہ رب العزت نے اس ضرورت کی تکمیل کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طویل سلسلہ شروع کیا اور سب سے آخر میں دین اسلام کی تکمیل کے لیے فخر موجودات، سرور کونین، خاتم الانبیاء، والرسل سردار انبیاء، آقا ومولی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں میں سے رسول بھیج کر بندوں پر احسان کیا اور فرمایا کہ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری ہی طرح انسان ہوں (ہماری ضروریات بھی بشری ضروریات ہیں) البتہ میرے اوپر وحی آتی ہے، یہ ایسا شرف اور فضل ہے کہ دوسرا کوئی انسان ان کے برابر ہو ہی نہیں سکتا، زبان رسالت سے یہ بھی اعلان کروایا گیا کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا اسی طرح آپ کی زندگی قیامت تک کے لیے اُسوہ اور نمونہ بنادی گئی۔

چنانچہ انسانوں کے لیے لازم ہوگیا کہ وہ کسی اور کو آئیڈیل نہ بنائے، ہر دور، ہر عمر اور ہر حال میں آپ کی زندگی کو سامنے رکھے۔ یتیمی میں آقا کی یتیمی کا خیال رکھے، ظاہری سہارے چھن جائیں تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری سہارے والدین اور دادا کی جدائی کو یاد کرے، فقر وفاقہ کا سامنا ہو تو آقا کے پیٹ پر بندھے پتھر اور شعب ابی طالب کے احوال پر نظر ڈالے مزدور ہو تو کھجوروں کے عوض باغ کی سینچائی کررہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو سامنے رکھے، مظلوم ہو تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مظلومیت کو دیکھے، جہاد کرنا ہو تو غزوات میں آقا کے کیرکٹر وکردار کو اسوہ بنائے۔ تنظیم قائم کرنی ہو تو حلف الفضول کو سامنے رکھے، صلح کرنی ہو تو حدیبیہ کو اسوہ بنائے اور دشمنوں پر غلبہ پاجائے تو فاتح مکہ کا سلوک پیش نظر رہے، غیر مسلموں سے تعلقات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات کی نوعیت کا خیال رکھے اور حاکمیت ملے تو حجاز مقدس اور بلاد عرب کے فرماں روا کی حکمرانی کو نمونہ بنائے۔

باپ کی شفقت حضرت فاطمہؓ کے باپ سے سیکھی جائے، بچوں کے لاڈ پیار کے لیے حضرات حسنین کا لاڈ پیار سامنے رہے، خانگی زندگی میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ زندگی میں آجائے، تو انسان ہر سطح پر کامیاب ہوجائے گا اور ہر پریشانی کا خاتمہ ہوجائے گا۔

ایسی جامع زندگی، ایسا اونچا اور ارفع مقام کہ اللہ خود درود بھیجیں اور بندے اس مقام کے ادراک سے اپنے کو عاجز پائیں، یہ مقام صرف اور صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

ع بعداز خدا بزرگ توئی ایں قصہ مختصر

نئے امیر شریعت کی ہدایات وترجیحات

کم وبیش چھ ماہ کے صبر آزما، جاں گسل اور طویل انتظار کے بعد ۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء روز سنیچر بوقت شام امارت شرعیہ کو آٹھویں امیر شریعت مل گئے، حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی بن مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی (م ۳/اپریل ۲۰۲۱ء) بن حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی بن قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمہم اللہ کا انتخاب عمل میں آگیا، مجلس ارباب حل وعقد کی جانب سے پیش کئے گئے پانچ ناموں میں سے تین، نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، مولانا مفتی نذر توحید مظاہری اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے علی الترتیب نام واپس لینے کے بعد دو حضرات بچ گئے تھے، مجلس ارباب حل وعقد کے ارکان نے اپنی پسند کے امیدوار کے حق میں ووٹ ڈالے، سابق ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کو ایک سو ستانوے (۱۹۷) اور منتخب امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کو تین سو تینتالیس (۳۴۳) ووٹ ملے، اور حضرت کے امیر شریعت منتخب ہونے کا اعلان کیا گیا، بیعت امارت کا سلسلہ جلسہ گاہ سے ہی شروع ہوگیا، پھر دفتر امارت شرعیہ میں دوسرے روز کارکنان امارت شرعیہ نے بیعت امارت کیا۔ پھر لوگ جوق در جوق اور قافلہ در قافلہ مبارکبادی دینے کے لیے آنے لگے، اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

ان ایام میں حضرت نے مختلف اخبارات ٹی وی چینلو اور وفود سے اپنے عزائم اور ترجیحات کا خاص طور پر ذکر کیا، حضرت نے اس بات پر زور دیا کہ ہر کام رضاء الٰہی کے لیے کیا جائے، چنانچہ جن چیزوں پر حضرت نے بیعت لیا، اس میں امیر کی سمع وطاعت کے ساتھ کام کو رضاء الٰہی کے جذبے سے کرنے کا عہد بھی شامل ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ زندگی میں بے شمار مسائل آتے ہیں، لیکن کامیاب وہ ہوتا ہے جو اللہ کی رضا کی خاطر ہر کام کو انجام دیتا ہے، عبادتوں میں بھی لطف اسی وقت آئے گا جب اسے اللہ کی رضا کی خاطر انجام دیا جائے، امیر کی اطاعت سے بھی مقصود اللہ کی رضامندی ہونی چاہیے، جب انسان اس درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کو احسان کا درجہ حاصل ہوتا ہے، اور قلب سلیم کی نعمت اسے مل جاتی ہے، اسی جذبہ کے ساتھ ہر کام کو انجام دیں اور یقین مانیں کہ اس سے اللہ کاموں میں برکت عطا فرمائے گا۔

حضرت نے قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے، اور اسے اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی تلقین کی، آپ نے فرمایا: یہ کتاب ہدایت ہے اور انسانی زندگی کی دنیوی واخروی کا مدار اسی پر ہے، اس لیے پوری اہمیت کے ساتھ اس کام کو کرنا چاہیے۔

حضرت نے فرمایا کہ امارت شرعیہ ملک کا منفرد مثالی ادارہ ہے، یہاں کا ماحول خوش گوار بنایئے، جب کوئی آئے تو خوش دلی کے ساتھ آئے اور جانے کو اس کا دل نہ چاہے، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ بوجھل لمحات کو بھی مسکرا کر خوش گوار بنایئے، خندہ رو ہوکر اپنے بھائیوں سے ملنا بھی صدقہ ہے۔

انہوں نے سب کو ساتھ لے کر چلنے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جنہوں نے انہیں ووٹ دیا یا جنہوں نے ووٹ نہیں دیا، اور جو تشریف نہیں لاسکے، سب امارت شرعیہ کے قیمتی لوگ ہیں، امارت کا کارواں ان سب سے مل کر بنتا ہے، ہماری کوشش ہوگی کہ سب کے تعاون سے امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھایا جائے، آپسی تعاون کے جذبہ کو فروغ دینے کے لیے حضرت نے مسلسل انفرادی، اجتماعی اور شعبہ کے ذمہ داروں سے ملاقاتیں کیں، ڈاکٹروں، ملی تنظیموں کے ذمہ داروں کے ساتھ میٹنگ کرکے ملی معاملات ومسائل پر مل جل کر کام کرنے کی ضرورت بتائی، جس کی بڑے پیمانے پر پذیرائی ہوئی۔

حضرت نے تعلیم کو ہر سطح پر عام کرنے اور دینی علوم کے ساتھ جدید عصری علوم کی ترویج واشاعت پر بھی زور دیا، اور تمام تعلیمی اداروں کو معیاری تعلیم فراہم کرنے کی ضرورت بتائی، انہوں نے فرمایا کہ مجھے امارت شرعیہ کی پروقار روایت کو سنبھالنے کی بڑی ذمہ داری ملی ہے، امارت شرعیہ شروع سے ہی ملک اور سماج کی ترقی میں حصہ دار رہی ہے، انہوں نے فرمایا کہ تعلیم، صحت اور دیگر شعبوں کی ترجیحات طے کی جائیں اور ان شعبوں کو مضبوط کرنے کا کام جاری رہے گا۔

حضرت نے اپنے بیان میں واضح کیا کہ ان سے پہلے جتنے امراء شریعت ہوئے ہیں، ان کے کاموں کو وہ آگے بڑھائیں گے ان کے خیالات اور اصولوں پر عمل کریں گے، تاکہ امارت شرعیہ کی تاریخی اور پروقار روایت برقرار رہ سکے۔

حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے ضرورت کے اعتبار سے نئے دارالقضاء کھولنے کی بات بھی کہی، انہوں نے فرمایا: کہ اگر ہم دارالقضاء کے نظام کو بہتر طریقے پر لوگوں تک پہونچانے میں کامیاب ہوتے ہیں، تو یقیناً ہم اس تعداد کو پہلے مرحلہ میں دوگنا کرسکتے ہیں، حضرت نے دارالقضاء کی پرانی فائلوں کو آن لائن کلاؤڈ پر محفوظ کرنے کی اہمیت پر زور دیا، پہلا حکم بھاگلپور میں دارالقضاء کی زمین رجسٹری کرانے کا دیا، بھاگلپور میں امارت شرعیہ کا دارالقضاء اصلاح المسلمین چمپانگر میں برسوں سے قائم ہے، اب اپنی زمین ہوگی اور عمارت کا کام مکمل ہوگا تو امارت شرعیہ کے نوع بنوع کاموں کو نمٹانے میں سہولت ہوگی۔

ان اہداف وترجیحات کے حصول اور کامیابی کے لئے محنت، تسلسل، استقلال، اخلاص اور تقویٰ کی ضرورت ہے، حضرت نے اپنی مختلف تقریروں میں سب سے زیادہ زور حسن نیت اور تقویٰ پر دیا، فرمایا:

"آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کے بغیر اسلام میں کسی بات کی اہمیت نہیں ہے اور وہ ہے حسن نیت، آپ روزانہ اللہ کو راضی کرنے کی نیت کریں اس سے رفتہ رفتہ عمل میں صالحیت پیدا ہوگی، اس کے علاوہ تقویٰ کا خاص خیال رکھیں، اپنے ہر عمل میں اس بات کو مستحضر کریں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔"

نئے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، اس سے حضرت کی حقیقت پسندی اور ترجیحات کا پتہ چلتا ہے، حضرت کے مزاج میں سادگی، تواضع انکساری، ہٹو، بچو سے اجتناب اور گریز نیز وقت کی پابندی شامل ہے، اللہ ان کی آمد کو امارت کے لئے نئے دور کا آغاز بنادے جو ملک وملت دونوں کے لئے مفید ہو۔ آمین

انسانوں کی اسمگلنگ

حصول دولت کی بڑھتی ہوس نے انسان کی اخلاقیات کو اس قدر گرادیا ہے کہ وہ کچھ بھی کرنے کے لیے تیار نظر آتا ہے، سونے چاندی، ہیرے جواہرات اور منشیات کی اسمگلنگ کا کاروبار برسوں سے جاری ہے، قانون کی سختی، کسٹم والوں کی پکڑ دھکڑ اور انسانی جانوں کے ضیاع کے احساس کے باجود یہ دھندا روز افزوں ہے، ادھر چند سالوں سے انسانوں کی اسمگلنگ کا کام بھی اس میں شامل ہوگیا ہے، قومی جرائم ریکارڈ بیورو کے مطابق گذشتہ ملک کی مختلف ریاستوں میں ایک ہزار سات سو چودہ معاملے انسانی اسمگلنگ کے سامنے آئے ہیں، جو سامنے نہیں آسکے ان کی تعداد یقیناً اس سے کہیں زائد ہوگی، یہ دھندا انسانیت کی پیشانی پر بدنما داغ ہے اور مہذب سماج پر بدنما دھبہ، اسمگلنگ کے بعد ان کا مصرف گھریلو کام کاج، جنسی تشدد، آبروریزی اور بعض حالات میں جبریہ شادی کے لئے بھی لیا جاتا ہے، ہندوستان میں اس قسم کے دھندھے کا پھیلنا انتہائی شرمناک ہے، یہ اکرام انسانیت کے خلاف ہے، اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت نے مکرم بنایا، وہ اللہ رب العزت کا تخلیقی شاہ کار ہے، نہ زندگی میں اس کے کسی عضو کی خرید وفروخت کی جاسکتی ہے اور نہ ہی مرنے کے بعد اس کی ہتک اور تذلیل روا ہے، لڑائی کے دوران بھی ان کا مثلہ، ناک کان کاٹنا جائز نہیں قرار دیا گیا، اسلام نے اس قدر اکرام کا لحاظ رکھا کہ مرنے کے بعد بھی اس کی برائیاں بیان کرنے سے احتراز کا حکم دیا او رمرنے والے کے محاسن ذکر کرنے کی بات کہی، اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُم۔

انسانوں کی اسمگلنگ کو روکنے کا اب یہی ایک ذریعہ رہ گیا ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے، مذہب خواہ کوئی بھی ہو اکرام اور احترام انسانیت کو ملحوظ رکھ کر اس گھنونے دھندھے سے لوگوں کو دور رہنے کی تلقین کی جائے، یہ کام مذہبی تعلیمات پر عمل کرکے ہی ممکن ہے۔

بے شعوری

اپنے کو سیکولر ثابت کرنے کے لیے مسلمان سیاسی لیڈروں مندر میں جاکر مورتیوں کو ڈنڈوت کرنا، ان کے خالص مذہبی پروگراموں میں شرکت کرکے مذہبی رسوم بجالانا، مذہبی یاتراؤں کی قیادت کرنا عام سی بات ہے، اس سے پہلے مغل بادشاہ محمد اکبر کے یہاں بھی یہ چیزین پائی جاتی تھیں، ان اعمال سے ایمان واسلام پر جوز دپڑتی ہے، اس کے جاننے کے لیے کسی فتویٰ کی ضرورت نہیں ہے، ہر آدمی اس قسم کے اعمال کو غیر شرعی اور ایمان کے سلب ہونے کا ذریعہ سمجھتا رہا ہے، اس کی وجہ سے یہ بیماری عوام میں انتہائی کم تھی۔

لیکن ادھر چند سالوں میں ہندوتوا کا فروغ تیزی سے ہوا ہے، اور اس کے جراثیم نے مسلم سماج کو تیزی سے اپنی گرفت میں لیا ہے، ابھی حال ہی میں درگا پوجا کے موقع سے کرتا، پائجامہ ٹوپی میں ایک لڑکے کو درگا جی کو ہاتھ جوڑتے ہوئے دکھایا گیا ہے، بچہ کہہ رہا ہے کہ "آپ تو ماتا ہیں، اگر میں آپ کو امی کہوں تو برا تو نہیں مانیے گا" آپ سب کی مرادیں پوری کرتی ہیں، ہماری بھی مرادیں پوری کیجئے۔

اس پوسٹ کے بعد درجنوں مسلمانوں نے آمین کہا اور بچے کے اس عمل کو سراہا، کئی نے اسے بہت اچھا اور خوبصورت "پوسٹ" قرار دیا، حالاں کہ یہ خالص شرکیہ عمل ہے اور مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے عمل سے اجتناب کریں۔ کیوں کہ اس عمل کے ذریعہ ایمان پر آنچ آتی ہے، اور بعید نہیں کہ معاملہ کفر تک پہونچ جائے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا ہارون الرشیدؒ - یاد سے تیری دلِ آشنا معمور ہے

جامعہ رحمانی مونگیر کے سابق استاذ، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی کے دست گرفتہ، مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ کے سابق شیخ الحدیث وصدر مدرس دارالعلوم مرکز اسلامی انکلیشور اور نور العلوم گٹھامن پالن پور گجرات کے شیخ الحدیث، استاذ الاساتذہ، بافیض عالم دین، اچھے خطیب اور بہترین ادیب، مولانا ہارون الرشید صاحب کا دربھنگہ کے وویکا نند اسپتال میں ۱۴ر فروری ۲۰۲۱ء بروز اتوار بوقت ساڑھے بارہ بجے شب انتقال ہوگیا، پیرانہ سالی اور ضعف کے علاوہ، لیور اور آنت میں انفکشن اور خون کی کمی کی شکایت تھی، وقت موعود کا آجانا یہ سب سے بڑا سبب دنیا چھوڑنے کا ہے، جس کی طرف نگاہیں کم جاتی ہیں، اور ہم ظاہری اسباب کو موت کا سبب سمجھ کر اطمینان کر لیتے ہیں، جنازہ کی نماز صاحب نسبت بزرگ ماسٹر محمد قاسم صاحب دامت برکاتہم نے ۱۴ر فروری کو ہی بعد نماز ظہر پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ سات بیٹیاں ایک بیٹا مولانا محمد سفیان دو پوتے حمدان رشید اور سفیان رشید کو چھوڑا۔

مولانا ہارون الرشید بن محمد طاہر حسین مرحوم بن امانت حسین بن صفدر خان بن فیض علی خان کی ولادت یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو آبائی گاؤں جمال پور، وایا بیرول دربھنگہ میں ہوئی، ان کے نانا صغیر خان، نانی قبولن اور والدہ کا نام حکیم النساء تھا، شادی گاؤں میں ہی مولانا مقبول بن تسلیم خان بن صفدر خان بن فیض علی خان کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی، نکاح مولانا محمد عثمان صاحبؒ نے پڑھایا تھا، تین سال کی عمر تھی، جب والدہ سفر آخرت پر روانہ ہوگئیں، بارہ سال کی عمر ہوئی تو والد بھی چل بسے پرورش و پرداخت دادا امانت حسین اور ماموں انیس خان کے زیر سایہ ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر پر مولانا مقبول صاحب سے حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۱ء میں علاقہ کے مشہور ومعروف مدرسہ رحمانیہ سوپول میں داخل ہوئے، اس زمانہ میں مدرسہ رحمانیہ سوپول بہار مدرسہ بورڈ سے ملحق ہونے کے باوجود بہار کے مدارس میں اپنا ایک مقام رکھتا تھا، اور ماضی قریب تک اس پر سرکاری ہونے کے اثرات نہیں دکھتے تھے، اساتذہ آہ سحر گاہی اور دعائے نیم شبی کے عادی تھے، اس لئے بورڈ کے اثرات اس مدرسہ سے دور تھے، مولانا مرحوم نے اس وقت کے جلیل القدر اساتذہ سے وسطانیہ چہارم تک کی تعلیم یہاں پائی، ۱۹۵۶ء میں مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ، ۱۹۵۷ء میں مدرسہ قاسمیہ شاہی مرادآباد میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، ۱۵ر شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۱۹۶۰ء میں امتیازی نمبرات سے سند فراغ حاصل کیا، دیوبند کے قیام کے زمانہ میں اساتذہ کے منظور نظر رہے، تعلیمی انہماک کی وجہ سے اپنے رفقاء میں بھی ممتاز تھے۔

تدریسی خدمات کا آغاز ۱۹۶۱ء میں نولی گڈھ راجستھان سے کیا، لیکن جلد ہی جامعہ رحمانی مونگیر سے بلاوا آگیا، یہاں ۱۹۶۳ء کے نصف تک متوسطات کی کتابیں پڑھاتے رہے، ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۹ء تک مدرسہ امدادیہ لہیر یا سرائے دربھنگہ میں مسند تدریس کو زینت بخشی، تین ماہ بحیثیت استاذ مدرسہ رحمانیہ یکہتہ موجودہ ضلع مدھوبنی کو بھی نوازا، ۱۹۷۰ء میں مدرسہ رحمانیہ میں بحیثیت استاذ تقرری عمل میں آئی، بعد یہاں کے پرنسپل (صدر مدرس) مقرر ہوئے، اور سبکدوشی کی عمر کو پہونچ کر یہاں سے سبکدوش ہوئے۔ سبکدوشی کے بعد بھی تدریس سے پوری زندگی کی وابستگی نے چین سے بیٹھنے نہیں دیا، چنانچہ چند ماہ مدرسہ چشمۂ فیض ململ مدھوبنی میں پڑھانے کے بعد ۲۰۰۷ء سے ۲۰۱۴ء تک دارالعلوم مرکز اسلامی انکلیشور گجرات اور پھر حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری کی تحریک پر نور العلوم گٹھامن پالن پور میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے بخاری شریف کا درس دیتے رہے، پیرانہ سالی کی وجہ سے ادھر ایک سال سے گھر پر ہی قیام فرماتے تھے۔

آپ کے اہم کارناموں میں ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۴ء بچیوں کی بنیادی تعلیم کے لئے مدرسہ رحمانیہ نسواں اور چھوٹے بچوں کی تعلیم میں لئے دار القرآن کا قیام ہے، مولانا قیام کے بعد سے اسے ترقی دینے کے لیے کوشاں رہے، اور اسے علاقہ کا قابل ذکر ادارہ بنا کر دم لیا۔ مولانا کی زندگی صلاح وتقویٰ، عبادت وریاضت، تواضع، انکساری، درس وتدریس، تعلیم کے لیے فکر مندی سے عبارت تھی، ان کے مزاج میں عفو ودرگذر اور احساس ذمہ داری کا عنصر دوسری تمام چیزوں پر حاوی تھا، اللہ رب العزت نے ان سے خوب کام لیا، آج ان کے ہزاروں شاگرد جو دین اور دینی علوم کی ترویج واشاعت میں لگے ہوئے ہیں، ان کے لیے صدقۂ جاریہ ہیں۔

مولانا مرحوم سے میرے تعلقات اس زمانہ سے تھے، جب میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں استاذ تھا، وہ مجھ پر بزرگانہ شفقت فرماتے تھے، کسی جلسہ میں ہم دونوں ساتھ ہوتے تو حوصلہ افزائی کے کلمات کہتے، کم از کم دو بار انہوں نے اپنے مدرسہ رحمانیہ نسواں جمالپور بھی بلایا تھا، ایک ملاقات انکلیشور کی بھی یاد ہے، جب وہ وہاں شیخ الحدیث ہوا کرتے تھے، جمبوسر میں فقہی سمینار میں شرکت کے بعد میں ان سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تھا، بڑے اونچے الفاظ میں انہوں نے میرا تعارف وہاں کے ذمہ داروں، اساتذہ اور علماء سے کرایا تھا، اندازہ ہوا کہ مولانا کو خُردنوازی میں خاص ملکہ حاصل ہے۔

مولانا بہترین مدرس تھے، ان کے شاگرد بتاتے ہیں کہ وہ درس گاہ میں نہ تو غیر ضروری بات کرتے تھے اور نہ ہی عبارت اور مسئلہ سے متعلق ساری باتیں طلبہ تک منتقل کرتے تھے، وہ اتنا ہی بتاتے جتنا طلبہ سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے، اس کی وجہ سے ان کا درس بوجھل نہیں ہوتا تھا، اور کلموا الناس علی قدر عقولهم کی صحیح تصویر سامنے آجاتی تھی۔

مولانا تقریر کے میدان کے بھی آدمی تھے، لیکن ان کی تقریر پیشہ وارانہ گھن گرج اور کرسی توڑنے کے فن سے نا آشنا ہوا کرتی تھی، تقریر میں اتار چڑھاؤ کے بجائے سبک روی تھی، جو دلوں پر دستک دیتی تھی، ایکشن اور اٹھا پٹک والی تقریر میں سامعین اٹھا پٹک دیکھنے میں ہی رہ جاتے ہیں، جو پیغام کو دل تک پہونچنے میں بڑی رکاوٹ ہوا کرتی ہے۔

مولانا کو لکھنے کا بھی فن آتا تھا، ایک زمانہ میں نقیب میں ان کی تحریریں شائع ہوا کرتی تھیں، ان کی ایک کتاب بھی ''آداب زندگی'' کے نام سے مطبوعہ ہے، لیکن طبیعت کا میلان اس طرف کم تھا وہ کتاب سازی کے بجائے رجال سازی کے قائل تھے۔

بعض موقعوں سے انہوں نے اشعار بھی کہے، لیکن یہ سلسلہ بھی بہت دراز نہیں ہو سکا، چند اشعار ہی اب محفوظ ہیں، میں نے دیکھا نہیں، لیکن بعض جانکار لوگوں نے بتایا کہ الجمعیۃ کے شیخ الاسلام نمبر میں بھی ان کی ایک نظم محفوظ ہے۔

کل ملا کر مولانا کی شخصیت ہمہ جہت تھی، لیکن تمام جہتوں میں مدرسی والی جہت غالب تھی، عمر کے آخری پڑاؤ پر انہوں نے حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب جامع العلوم مظفر پور سے تعلق جوڑا تھا اور رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کے اعتکاف میں انہیں کے پاس مقیم ہوا کرتے تھے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند کرے، آمین یا رب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

کتابوں کی دنیا ✍: مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

خلافت وملوکیت اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ

حضرت عمر بن عبد العزیز (۶۱ھ۔۱۰۱ھ) پہلی صدی ہجری کے ایک عظیم مجدد ومصلح تھے، قدرت نے انہیں نظام سلطنت کو چلانے کا بے پناہ ملکہ عطا کیا تھا، انہوں نے اپنے دور خلافت میں اصلاح وتجدید کا ایسا عظیم کارنامہ انجام دیا کہ حضرت امام شافعیؒ جیسے نامور فقیہ نے آپ کے عہد کو خلافت راشدہ کے عہد سے تعبیر کیا کہ آپ نے ہی اس عہد کے ٹوٹے ہوئے نظام کی دوبارہ شیرازہ بندی کی اور غلط رجحانات اور فتنوں کا سد باب کیا، حضرت عمر بن عبد العزیز بن مروان بن حکم خاندان بنوامیہ کے ایسے روشن چراغ تھے جن کی والدہ ام عاصم، عاصم بن عمر بن الخطاب کی صاحبزادی تھیں، حضرت عمر بن عبد العزیز ۶۱ھ میں ولادت ہوئی اور دولت وحکومت کی آغوش میں پرورش پائی، مگر آپ نے اپنے سینہ کو علم ومعرفت کا گنجینہ بنایا، جب ۹۹ھ میں آپ کے سر پر خلافت کا تاج رکھا گیا تو انہوں نے سنت نبوی اور خلفاء راشدین کے طریقہ پر حکومت کی داغ بیل ڈالی اور بہت سی ایسی مثالی اصلاحات کیں کہ اسلامی دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن گئی، صرف ڈھائی سال کی مدت خلافت میں گلشن اسلام میں ایسی بہار آئی کہ گھر گھر دینداری کے چرچے ہونے لگے، ضرورت متقاضی تھی کہ ایسے اولوالعزم صاحب عزیمت خلیفہ کے کارناموں کو بار بار منظر عام پر لایا جائے تاکہ ان کے روشن نقوش وخدمات ملک وقوم کے لئے نشان منزل بھی ہوں اور رہنما خطوط بھی، اس موضوع پر حضرت الحاج مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ نے قلم اٹھایا اور بڑی محنت وجانفشانی سے سیر وتاریخ کی مستند کتابوں کی روشنی میں ایک جامع کتاب مرتب کی، جس سے اندازہ ہوا کہ وہ خود علم وفن کے دلدادہ اور تصنیف وتالیف کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، اللہ ان کے سایہ کو تادیر قائم ودائم رکھے۔ زیر تبصرہ کتاب، خلافت وملوکیت اور حضرت عمر عبد العزیز اسی سلسلہ کی ایک لڑی ہے، جس کی اشاعت پر مؤلف کتاب تحسین کے مستحق ہیں۔

یہ کتاب دس ابواب وفصول پر مشتمل ہے، باب اول، دوم، سوم، اور چہارم میں خلافت، امارت، خلافت راشدہ اور اموی سلطنت کے نشیب وفراز پر بحث کی گئی ہے، جبکہ باب پنجم سے باب دہم تک حضرت عمر بن عبد العزیز کی زندگی کے ہمہ جہت کارناموں اور سلطنت سے خلافت کی طرف مراجعت کا علمی تجزیہ کیا ہے۔ ۲۴۴ر صفحات پر مشتمل اس کتاب کا انتساب دو صاحب فضل وکمال نامور شخصیتوں حضرت شاہ خبیر الحسن فاروقی اور حضرت مولانا الحاج سید شاہ ہلال احمد قادری کی طرف کیا گیا، اس کے بعد مؤلف کتاب نے مطلع سخن کے عنوان پر تالیف کتاب کا مقصد بیان کیا، بعد ازاں جناب پروفیسر محسن عثمانی ندوی نے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا کہ اگر کوئی شخص خلافت راشدہ اور مابعد خلافت راشدہ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا صحیح اور متوازن نقطہ نظر جاننا چاہتا ہے تو اس کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے (ص ۲۷) پھر اس کے بعد جناب پروفیسر سید محمد اسد علی خورشید صدر شعبہ فاری علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی علی گڈھ نے کتاب کو اپنی نوعیت کی ایک منفرد ویگانہ اور کامیاب کوشش سے تعبیر کیا۔

کتاب پر تیسرا مقدمہ جناب سید نورین علی حق دہلی کا مختلف فیہ مسائل میں خانقاہی رویہ اور شاہ آیت اللہ قادری کی خلافت وملوکیت کے عنوان سے نہایت ہی جامع پیش لفظ ہے، جس کے مطالعہ سے طبیعت میں نشاط پیدا ہو جاتی ہے، اس کے بعد کے صفحات میں اصل کتاب کا مضمون شروع ہوتا ہے، جو مؤلف کتاب کی فکر کی گہرائی اور زبان وبیان کی سادگی کی آئینہ دار ہے، اس سے مؤلف کی خوش مذاقی اور سلیقہ تحریر کا پتہ چلتا ہے۔ کمپوزنگ، طباعت اور کاغذ کا معیار بہت بلند ہے، یہ کتاب اپنی افادیت کے لحاظ سے ہر شخص کے مطالعہ کے قابل ہے۔

میں نے جستہ جستہ چند مضامین پڑھے ہیں، اندازہ ہوا کہ مؤلف نے نفس موضوع پر اعتدال پسندی کے ساتھ عالمانہ گفتگو کی ہے، جو قابل مبارک باد ہے، میں نے کتاب کے مشمولات اور طریقہ استدلال سے متاثر ہو کر یہ چند سطریں سپرد قلم کیا، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب کی افادیت ونافعیت کو عام فرمائے اور مؤلف کو جزاء خیر دے، ضرورت مند اصحاب ذوق وفکر ونظر چار سو روپے بھیج کر دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 سے طلب کر سکتے ہیں۔ کتاب پر رابطہ کے لئے دو موبائل نمبر 9006306098، 7250433562 طبع ہیں ان پر بھی مراجعت کیا جا سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

قسط نمبر-۱۶

حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بحیثیت محدث

☆حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ☆

الامام الکبیر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ برصغیر کی ان عظیم شخصیات میں سے ہیں، جنہوں نے اپنے بعد کے ادوار پر بھی بڑے گہرے اور دیرپا اثرات چھوڑے ہیں، حضرت نانوتوی تحریک دلی اللّٰہی کا امتداد تھے، فکر قاسمی کے بنیادی عناصر، فکر ولی اللّٰہی سے مستفاد و ماخوذ ہیں فقہ اسلامی کے بارے میں مولانا نانوتویؒ کے رویہ اور موقف میں فکر ولی اللّٰہی کا عکس بہت صاف نظر آتا ہے۔

حضرت نانوتویؒ نے اپنی تعلیمی تحریک میں کتاب وسنت کی تعلیم کو ان کے شایانِ شان مقام دیا، صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری معتبر کتابوں کو نصاب درس میں شامل کیا، درس کا وہ انداز اختیار کیا کہ کتاب وسنت سے فقہ اسلامی کا ربط ورشتہ کھل کر لوگوں کے سامنے آجائے اور قرآن وحدیث قندیل کا کام دیں ان کی روشنی میں الجھے ہوئے مسائل سلجھائے جائیں، خلافی مسائل میں حضرت نانوتویؒ کے مکتوبات اور ان کی تحریریں اپنے اندر اجتہادی شان رکھتی ہیں، کتاب وسنت کی عطر بیزیاں قدم قدم پر نمایاں ہیں اور ایسے لطیف استنباط پائے جاتے ہیں جن کی نظیر فقہائے متقدمین کے یہاں بھی نہیں ملتی۔

طریقۂ استدلال:

حضرت نانوتویؒ کا طریقۂ استدلال اکثر وبیشتر اصولی ہوتا ہے، مثلاً ''قراءت فاتحہ خلف الامام'' کے مسئلہ میں الامام الکبیر کا نقطۂ نظر ہے کہ نماز میں اصل حیثیت امام کی ہے مقتدی کی حیثیت محض تابع کی ہے خود انہی کے الفاظ ہیں:

''امام موصوف بالذات بالصلوٰۃ ہے اور مقتدی موصوف بالعرض''۔ (الامام الکبیر، ص:۳۱۱)

اور قاعدہ ہے کہ احکام شرعیہ کے مخاطب وہ لوگ ہوتے ہیں جو اصل اور حضرت نانوتویؒ کی زبان میں موصوف بالذات ہوں، اس طرح گویا مقتدی اس آیت کے مخاطب ہی نہیں ہیں۔

شان فقاہت:

حضرت نانوتویؒ نے ''لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب'' کے متعلق ایک اور نکتہ اخذ کیا ہے اور یقیناً اس سے آپ کی شان فقاہت آشکارا ہوتی ہے۔

حضرت نانوتویؒ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ: ''صلوٰۃ کا اطلاق کم سے کم ایک رکعت پر ہوتا ہے گویا صلوٰۃ کا طول ایک رکعت ہے جس کے لئے ایک سورۂ فاتحہ کافی ہے تو اسی طرح چونکہ مقتدی امام کا تابع ہے اس لئے امام کے ساتھ مل کر مقتدیوں کی نماز ایک نماز ہے، لہذا چونکہ اس حدیث میں ایک صلوٰۃ کے لئے ایک سورۂ فاتحہ کو کافی قرار دیا گیا ہے اس لئے ان دونوں کی مجموعی نماز کے لئے ایک ہی سورۂ فاتحہ کافی ہوجائے گی جو امام کی قراءت سے پوری ہوجاتی ہے۔'' (مستفاد: الامام الکبیر، ص۳۱۱-۳۱۲)

مسئلہ جمعہ فی القریٰ پر حضرت نانوتویؒ کا استدلال:

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت نانوتویؒ کتاب وسنت کے غواص ہیں اور اپنی ذہانت اور قوت اخذ واستنباط سے الفاظ کی تہہ میں جاکر ایسے ایسے معانی ڈھونڈھ نکالتے ہیں کہ عام اہل علم کو شاید اس کی ہوا بھی نہ لگے۔

''فیوض قاسمیہ'' جو حضرت کے مکاتیب کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو ۱۵/خطوط پر مشتمل ہے ان میں ایک مکتوب ''جمعہ فی القریٰ'' سے متعلق ہے، اس میں سورۂ جمعہ کی ایک ہی آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (سورۃ الجمعۃ:۹) سے حضرت نانوتویؒ نے وجوب جمعہ اور صحت جمعہ سے متعلق شرائط کو ثابت کیا ہے اور اس آیت سے دیہات میں نماز جمعہ کے مسئلہ میں حنفیہ کی طرف سے استدلال کیا ہے، یہ مکتوب بھی حضرت نانوتویؒ کے تبحر علمی کی ایک مضبوط دلیل ہے (اہل علم کو یہ مکتوب ضرور پڑھنا چاہیے)

مسائل شرعی کی حکمت آفرینیاں:

اس میں شبہ نہیں کہ آپ متکلم اسلام تھے مگر علم کلام میں آپ نظری اور معقولی بحثوں کے بجائے محسوسات ومشاہدات سے مابعد الطبعی امور پر ایسا استدلال کرتے تھے کہ نظری اور معقولی چیزیں محسوس ومشاہد معلوم ہونے لگتی تھیں جیسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں مثلاً خود نماز ہی کے احکام میں قیام، رکوع وسجود، رات میں جہری اور دن میں سری قرأت، سلام، قبلہ کی شرعی حیثیت اور اس کی مصلحت وغیرہ پر ایسی گفتگو کی گئی ہے کہ بہت سی جگہ غالبًا ایسی دل کو چھوتی اور عقل کو قائل کرتی ہوئی بات اس فن (اسرار شریعت) کے امام حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے یہاں بھی نہیں ہے۔

فقہی ذوق ومزاج:

حضرت نانوتویؒ درساً اور عملاً حنفی تھے، بحث وتحقیق کی روشنی میں مذہب حنفی کو راجح سمجھتے تھے، لیکن دوسرے ائمہ مسالک اور فقہی مذاہب کا پورا احترام ملحوظ رکھتے تھے جیسا کہ مذہب منصور میں لکھا ہے: ''عمل ان کا حنفی تھا، مگر ہر سنت کے اتباع میں بہت خیال رکھتے تھے اور کبھی کبھی خلافی مسائل پر بھی عمل کرلیتے تھے'' ((۱) مذہب منصور: ج۲/ص۱۹۲) نرے مقلد اور لکیر کے فقیر نہیں تھے، بلکہ طبیعت ومزاج میں کافی توسع تھا بعض مسائل میں ان کا نقطۂ نظر فقہ حنفی کے عمومی نقطۂ نظر سے مختلف تھا، مثلاً مسئلہ ''جمعہ فی القریٰ'' میں عام علماء احناف کی طرح آپ کے یہاں شدت نہیں تھی۔

حکایات اہل دل

کتبہ: مولانا رضوان احمد ندوی

اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام، اللہ کی ایک عظیم نشانیاں ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنے کردار وعمل اور خرق عادت واقعات سے لوگوں کے دلوں میں ایمان ویقین کی کیفیت کو مضبوط کیا، توحید ورسالت کے عقیدہ صحیحہ کو مستحکم کیا، بلاشبہ ایسے بزرگوں کے واقعات پڑھنے سے دل میں اللہ کی اطاعت وفرماں برداری اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت جاں گزیں ہوتی ہے، اس لئے میں نے ہفتہ وار نقیب میں حکایات اہل دل کے لکھنے کا ایک سلسلہ شروع کیا، تاکہ ہماری زندگی میں نکھار پیدا ہو اور کچھ کر گذرنے کا جذبہ بھی ابھر سکے، آیئے، یہاں چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں، تاکہ دل میں گداز پیدا ہوسکے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی علمی مجلس کا رنگ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے پاس حدیث کا علم سیکھنے کے لئے اتنا بڑا مجمع ہوتا تھا کہ ایک دفعہ دواتوں کی تعداد کو گنا گیا تو چالیس ہزار نکلیں، اس دور میں لاؤڈ اسپیکر تو ہوتے نہیں تھے۔ وہ حدیث سناتے تو بعض لوگ نماز کے مکبر کی مانند ان کے الفاظ کو اونچی جگہ سے اونچے الفاظ کے ساتھ دہرادیتے تاکہ پورے مجمع تک پہنچ جائے ان مکبر حضرات کی تعداد بارہ سو ہوا کرتی تھی، پورا مجمع کتنا بڑا ہوگا اتنے بڑے بڑے مجمع کے اندر بیٹھ کر حدیث کا علم پڑھایا۔

اس کو کہتے ہیں شوق علم

حضرت امام محمدؒ ایک جگہ درس دے رہے تھے، وہاں سے چند میل کے فاصلے پر ایک بستی تھی، وہاں سے بھی لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت! آپ ہمارے ہاں بھی درس دیا کریں، انہوں نے فرمایا: کہ میرے پاس وقت بہت کم ہوتا ہے انہوں نے کہا: حضرت ہم ایک سواری کا بندوبست کردیتے ہیں، آپ درس دیتے ہی اس پر سوار ہوں اور ہماری بستی میں آئیں اور وہاں درس میں لگ جایئے گا، آپ نے قبول فرمالیا، جب آپ نے وہ درس دینا شروع کیا تو یہ وہ دن تھے جب حضرت امام شافعیؒ ان کی خدمت میں پہونچے ہوئے تھے، انہوں نے بھی درخواست پیش کرتے ہوئے کہا، حضرت! مجھے بھی آپ سے یہ کتاب پڑھنی ہے، حضرت نے فرمایا: بھئی! اب کیسے وقت فارغ کریں گے، اب مجھے یہاں بھی درس دینا ہوتا ہے اور وہاں بھی درس دینا ہوتا ہیا نہوں نے عرض کیا، حضرت! جب آپ یہاں درس دینے کے سواری پر بیٹھ کر اگلی بستی کی طرف جائیں گے تو آپ سواری پر بیٹھے بیٹھے درس دیدیں میں سواری کے ساتھ دوڑتا بھی رہوں گا اور آپ سے علم بھی سیکھتا رہوں گا، تاریخ انسانیت طلب علم کی اس سے اعلیٰ مثال پیش نہیں کرسکتی یہ دین اسلام کا حسن وجمال ہے۔

شوق علم نیند اڑا دیتی ہے......

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے امام محمدؒ کے پاس ایک رات گذارنے کا موقع ملا فرماتے ہیں کہ انہوں نے عشاء کے بعد چراغ کے سامنے کتاب کھولی اور اس میں سے کچھ پڑھا، پھر چراغ بجھا دیا اور لیٹ گئے، تھوڑی دیر کے بعد اٹھے، چراغ جلایا، پھر کتاب دیکھی اور پھر لیٹ گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھے چراغ جلایا کتاب دیکھی پھر لیٹ گئے، فرماتے ہیں کہ میں ساری رات جاگا اور میں نے گنا کہ انہوں نے ایک رات میں سترہ مرتبہ اٹھ کر چراغ جلایا، سترہ مرتبہ کا کیا مطلب؟ اگر آٹھ گھنٹے کی رات ہوتو ہر آدھ گھنٹہ بعد چراغ جلایا اب سوچئے کہ وہ سوئے کہاں؟ دراصل وہ چراغ بجھاتے اس لئے تھے کہ فالتو تیل نہ جلے اور اسراف (فضول خرچی) نہ ہوجائے پھر وہ جب لیٹتے تھے تو وہ غور وخوض اور تدبر وتفکر کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ اب صبح اٹھے تو میں نے عرض کیا، حضرت! آپ رات کو سترہ مرتبہ اٹھے تھے، آپ کتنا سوئے ہوں گے؟ تو امام محمدؒ نے جواب دیا، کہ میں رات سویا نہیں، بلکہ میں نے ایک ہزار مسائل کے جواب تلاش کرلئے ہیں، اللہ اکبر

میرا نام ظاہر نہ ہونے پائے

چوتھی صدی ہجری میں ایک بزرگ ابوعمر مجاہدؒ گزرے ہیں، ان کے وقت میں حاکم سے لوگوں کے فائدے کی خاطر ایک فلاحی کام کروانا تھا لیکن اس میں بہت زیادہ پیسہ لگتا تھا جب کہ ان کے پاس اتنی رقم نہیں تھی، اس نے ابوعمر مجاہدؒ سے عرض کیا، حضرت! میں چاہتا ہوں کہ میں صدقہ جاریہ کا کام کروں لیکن میرے پاس خزانے میں اتنا پیسہ نہیں کہ میں یہ کام کرسکوں، حضرتؒ نے اس کو دولاکھ دینار دے دیئے، وہ یہ رقم لے کر بہت خوش ہوا۔ اگلے دن اس نے لوگوں کو بلایا اور ان کو ترغیب دی کہ جو رقم بچتی ہے، وہ بھی آپ لوگ دے دیں اور بات کرتے اس نے لوگوں کو بتادیا کہ ابوعمر مجاہدؒ نے بھی مجھے دولاکھ دینار عطا کئے ہیں، جیسے ہی اس نے یہ کہا تو ابوعمر کو کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے، امیر صاحب! مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے کہ میں نے یہ رقم آپ کو تو دے دی مگر میں اپنی والدہ سے اس کی اجازت نہیں لے سکا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان سے اجازت لے لوں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا، لہذا آپ میری رقم واپس کردیجئے، اب جب اس نے اتنے لوگوں میں اپنی رقم واپس مانگی تو جو لوگ پہلے تعریفیں کررہے تھے، اب ان سب نے اسے بری نظر سے دیکھا اور کہا کہ یہ کیسا بندہ ہے، امیر وقت کو بھی وہ رقم واپس کرنی پڑی، جب امیر وقت نے رقم واپس کردی اور انہوں نے لے لی اور سب لوگ چلے گئے تو رات کے اندھیرے میں وہ ہی رقم (دولاکھ دینار) لے کر دوبارہ آئے اور امیر سے کہنے لگے کہ آپ نے تو مجھے ذبح کرنا چاہا مگر اللہ نے مجھے بچالیا، میں نے اپنی والدہ کا بہانہ بنایا تھا، حالانکہ یہ رقم میری ہی ملکیت میں تھی، اب میں آپ کو دوبارہ اللہ کے نام پر دیتا ہوں، آپ میرا نام کسی کے سامنے نہ لیجئے گا۔ (خطبات ذوالفقار: ص۱۰۹ ج۱۲)

Scanned with CamScanner

امیر شریعت ثامن؛ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

محمد شارب ضیاء رحمانی

9/اپریل کو خانقاہ رحمانی میں امیر شریعت سابع مرشدی حضرت مولانا محمد ولی رحمانی علیہ الرحمہ کے خلفاء کی موجودگی میں نئے سجادہ نشیں حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی دستار بندی ہوئی، اور 9/اکتوبر 2021 کو آپ امارت شرعیہ کے آٹھویں امیر شریعت منتخب ہوئے، المعہد العالی کے احاطہ میں انتخاب امیر کا اجلاس ارباب حل وعقد منعقد ہوا اور کثرت آراء کی بنیاد پر آپ کا انتخاب ہوا، اس ضمن میں ضروری ہے کہ امیر شریعت ثامن کا تعارفی خاکہ پیش کیا جائے۔

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ولادت 12 مئی 1975 کو خانقاہ رحمانی مونگیر میں ہوئی۔ آپ حضرت امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی رحمانی علیہ الرحمہ کے بڑے فرزند ہیں۔ ایک بہن اور تین بھائی تھے۔ سب سے چھوٹے بھائی جناب خالد ولی رحمانی سڑک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ اب برادر عزیز جناب حامد ولی فہد رحمانی آپ کے کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑے ہیں۔ امیر شریعت سابعؒ نے اپنی وصیت میں چھوٹے بھائی جناب حامد ولی فہد رحمانی کو ان کا معاون بتایا ہے۔ اللہ نے آپ کو دو لڑکیوں اور ایک فرزند سے نوازا ہے۔

امیر شریعت ثامن نے آنکھ اس گھرانے میں کھولی اور تعلیم وتربیت اس خانوادے میں پائی جو رجال ساز تھا۔ جس گھرانے نے کتنے ایسے چراغ جلائے جن سے چراغ روشن ہوتے رہے اور شخصیتوں کی تعمیر ہوتی رہی۔ پوری ملت اس کی گواہ ہے۔ دادا بزرگوار حضرت امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانیؒ اور والد بزرگوار حضرت امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی رحمانیؒ کے زیر تربیت آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت ہوئی۔ دریں اثناء جامعہ رحمانی مونگیر کے متعدد اساتذہ سے آپ نے علوم دینیہ حاصل کیا۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں جناب قاری مشتاق، جناب مولانا ابراہیم، جناب مولانا معین الدین رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ نیز مولانا حکیم حبیب الرحمٰنؒ (جو امیر شریعت رابعؒ کے خلیفہ اور امیر شریعت سابعؒ کے بھی استاذ تھے) سے علوم حاصل کیے۔ آپ کے اساتذہ میں جامعہ رحمانی کے سنیئر استاذ مولانا محمد نعیم رحمانی دامت برکاتہم بھی ہیں۔ پھر اعلیٰ عصری تعلیم کے لیے امریکہ کا سفر کیا اور جدید عصری علوم وزبان پر دسترس حاصل کی۔ نیز اعلیٰ دینی علوم مصر سے حاصل کیے۔ آپ انگریزی اور عربی دونوں عالمی زبان پر قدرت رکھتے ہیں۔

آپ اپنے والد محترم اور جد امجد کی طرح علم وعمل کے حسین سنگم ہیں۔ ان کی شخصیت میں عصری اور دینی علوم کا امتزاج ہے۔ آپ نے مغربی دنیا اور عالم اسلامی کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی فکر ہے کہ علماء، جدید علوم وٹکنالوجی سے واقف ہی نہیں، بلکہ ان کے ماہر ہوں، چنانچہ انھوں نے جامعہ رحمانی میں شعبۂ دارالحکمت' کا قیام کیا اور تقریباً دس برسوں سے آپ کی نگرانی میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ حفظ کے طلبہ بھی حافظ ہونے کے بعد عربی سے اس قدر واقف ہوں کہ قرآن مجید کا خود ترجمہ کرلیں، ساتھ ہی زور دیتے رہے کہ وہاں کے اساتذہ، کمپیوٹر، ٹیکنالوجی سیکھیں اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔ گہرائی سے اندازہ لگائیں تو یہ فکر کوئی عام بات نہیں ہے۔ آپ کو قرآن مجید سے زبردست محبت ہے اور اس پر پوری توجہ ہے۔ مصر میں آپ نے باضابطہ تجوید کی تعلیم حاصل کی۔ عالم اسلام کی عظیم یونیورسیٹی جامعہ ازہر قاہرہ، مصر سے علوم اسلامیہ اور عربی زبان میں درک حاصل کیا، عصری علوم اور جدید ٹکنالوجی کے تو جیسے بادشاہ ہی ہیں۔ ان کی انگریزی تقاریر سننے کے بعد علم کی گہرائی، وسعت مطالعہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ امریکہ میں نیوکلیئر پاور پلانٹ اور آئل وگیس محکموں کی اہم ذمے داری نبھائی ہے۔ 2001 سے 2005 تک امریکہ کی مختلف اعلیٰ کمپنیوں میں خدمات دیتے رہے۔ آپ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے ایکسنچر کمپنی نے 2005 میں بطور فیکلٹی مقرر کیا، یہاں مولانا فیصل رحمانی پروجیکٹ منیجمنٹ، ورک پلاننگ اینڈ مانیٹرنگ، سولیوشن ڈیلیوری فنڈامنٹل کے لکچر دیتے رہے۔ بڑی عالمی سافٹ ویئر کمپنی Adobe کے ایم ڈی ایم کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ 2012 میں بی پی کمپنی میں ٹرمنل اینڈ ٹرانسپورٹ منیجر بنائے گئے، 2013 میں ماس میڈیا اینڈ انٹرٹینمنٹ کی ملٹی نیشنل کمپنی Disnney میں بطور سروس منیجر تقرری ہوئی۔ متعدد بین الاقوامی کمپنیوں میں قائدانہ ذمے داریاں انجام دینے کے بعد 2015 میں آپ امریکہ کی معروف اور دنیا کی سرفہرست دس یونیورسیٹی میں شامل کیلی فورنیا یونیورسیٹی سے ڈائریکٹر آف اسٹریٹیجک پروجیکٹ منجمنٹ کے طور پر منسلک ہوئے۔ جہاں اب تک مختلف اعلیٰ تعلیم اور کورسز میں رہنمائی کررہے تھے۔ اس کے علاوہ عراق جنگ کے موقعہ پر آپ کی کمپنی نے آپ کی نگرانی میں متعدد رفاہی کام کیے جس کی کافی پذیرائی ہوئی۔

مندرجہ بالا مشمولات سے اندازہ ہوا ہوگا کہ تنظیمی کاموں اور جدید علوم کا آپ کو کتنا وسیع تجربہ ہے، بدلتے حالات، دشوار گزار مرحلوں میں آپ کی قائدانہ صلاحیت نمایاں ہوئی ہے۔ آپ جدید وقدیم کے سنگم ہیں، رفاہی مزاج رکھتے ہیں۔ سیمانچل سیلاب کے موقعہ پر دونوں بھائیوں نے عوام کے درمیان رہ کر کام کیا۔ میں نے اس موقعہ پر دہلی میں حضرتؒ کو وہ تصاویر دکھائیں تو آپؒ نے خوب دعائیں دیں۔ بچپن سے دینی مزاج رکھتے ہیں، دینی غیرت وحمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ مونگیر میں اسکول کے ابتدائی زمانے میں ٹیچر نے کہہ دیا کہ مسلمان گندے ہوتے ہیں، دونوں بھائی وہاں سے اٹھے، سیدھا ڈی ایم کے پاس پہونچ کر سوال کیا کہ کیا ہم گندے ہیں، ڈی ایم نے کہا، نہیں تو، پھر کہا، کیا مسلمان گندے ہوتے ہیں۔ ڈی ایم حیرت زدہ ہو گئے تب آپ نے اسکول کا واقعہ بتایا، ڈی ایم نے فوراً ٹیچر پر کارروائی کرائی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ انھوں نے پہلے اپنے گھر خبر نہیں کی، والد اور دادا کو خبر اس وقت ہوئی جب کارروائی ہو چکی تھی۔ ابھی کی بات ہے، والد کے انتقال کے بعد مونگیر میں قبرستان کا معاملہ پیش آیا، آپ اس وقت پٹنہ میں تھے۔ فوراً مونگیر تشریف لے گئے اور سرکاری انتظامیہ سے کہا کہ اگر آپ کو سڑک نکالنی ہے تو پہلے میری قبر بنانی ہوگی، اس جواب کی توقع ڈی ایم کو نہیں تھی۔

امریکہ کی کمپنی کے ایک بڑے پروگرام میں مولانا احمد فیصل رحمانی مدعو ہوئے، اندر کافی انتظار ہوتا رہا، باہر آکر انتظامیہ نے دیکھا تو کھڑا پایا، وجہ پوچھی تو فرمایا 'اندر وہ چیز رکھی ہے جو میرے مذہب میں حرام ہے'۔ انتظامیہ نے معذرت کی، شراب ہٹائی گئی، انتظام درست کیا گیا، تب آپ وہاں گئے۔ یہ دو مثالیں بتانے کے لیے کافی ہیں کہ خاندانی جرأت وغیرت ایمانی، کس طرح مزاج میں رچی بسی ہے۔ ملت کو ایسی ہی جرأت مند، غیرت مند اور باحوصلہ قیادت کی ضرورت ہے۔ آپ کو دیکھ کر امید کی بجھتی شمع کی لو، یقیناً کچھ تیز ہو جاتی ہے۔

آپ نے ہمیشہ صاف ستھری زندگی گزاری ہے۔ دامن پر کہیں داغ نہیں ہے۔ طبیعت میں غیر معمولی سنجیدگی ہے، حسن اخلاق سے مزین ہیں۔ وقت کے پابند ہیں۔ مزاج کی سادگی اور سب کو ساتھ لے کر چلنے کے مزاج کا اندازہ ادھر چند دنوں میں لوگوں کو ہو گیا ہوگا۔ مخالفین کو اپنا بنا کر، مل جل کر کام کرنے کا ہنر آپ کو خوب آتا ہے، ان کا یقین ہے کہ ادارہ کسی فرد کا نہیں ہوتا اور سربراہ کے اوپر کافی ذمے داریاں ہوتی ہیں۔ عہدہ تاج نہیں ہے؛ بلکہ امانت خداوندی ہے جس کے تقاضے کو پورا کرنا ضروری ہے۔ سربراہ کو اپنا وقت غیر ضروری چیزوں میں صرف نہیں کرنا چاہیے بلکہ مل جل کر آگے بڑھنا چاہیے۔ حال کی بات ہے، سارے اختلافات کے باوجود خانقاہ مجیبیہ، جناب احمد عبدالحی کے گھر پر حاضری اور جناب ایڈووکیٹ راغب احسن سے مل کر آپ نے پرانی کرواہٹوں کو اس طرح دور کیا کہ دنیا عش عش ہے۔ یہی وسعت قلب وفکر آپ کا امتیاز بھی ہے۔ ایسا کلیجہ کہاں کسی کا ہوتا ہے۔ آنے والے دنوں میں جسے بھی آپ کے مزاج اور طبیعت کی بے انتہا سنجیدگی، حسن اخلاق اور وقار کا اندازہ ہوگا وہ گرویدہ ہو جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ دونوں بھائیوں نے جو کچھ ترقی کی، اپنی محنت سے کی، خاندان کے نام اور اثر ورسوخ کا کبھی استعمال نہیں کیا۔ امیر شریعت نے بھی تپنے کے لیے اور زندگی کے تجربے حاصل کرنے کے لیے دونوں کو آزاد رکھا۔ زندگی میں خود محنت کر کے اعلیٰ مقام حاصل کیا، دشوار گزار مرحلے خود طے کیے۔ جب تپ کر تیار ہوئے تب امیر شریعت نے اپنی جانشینی سپرد کی۔ یہی مزاج امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی علیہ الرحمہ کا بھی تھا۔ دارالعلوم دیوبند میں عرصہ تک بیشتر اساتذہ کو معلوم نہیں تھا کہ آپ، امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی کے فرزند ہیں۔ آپؒ کے فرزندوں نے بھی یہی مزاج پایا ہے۔ انھوں نے خاندانی اثر ورسوخ اور وجاہت کے استعمال کو کبھی پسند نہیں کیا، کبھی انھوں نے 'مولانا ولی رحمانیؒ' کا اسٹیکر نہیں لگایا، انھیں والد کی طرح نہیں؛ بلکہ ہمیشہ مرشد کی طرح دیکھا اور رہنمائی حاصل کی۔ والد سے سیکھنے کا جذبہ رہا، حد درجہ احترام رہا۔ اس سے یہ سوال رفع ہو جاتا ہے کہ امیر شریعتؒ کی زندگی میں انھیں سامنے کیوں نہیں لایا گیا۔ دراصل امیر شریعت سابعؒ کا یہ مزاج نہیں رہا کہ وہ اپنے بچوں کو پروجیکٹ کریں۔ اسی لیے نہ سیاسی گلیارے میں اور نہ دینی ومذہبی حلقے میں ان کی تشہیر کی۔ ورنہ چاہتے تو زندگی میں ہی بہت کچھ بنا چکے ہوتے۔ امیر شریعتؒ کی کوشش رہی کہ اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر وہ جگہ بنائیں۔ انھیں اپنے فرزندوں کی ذاتی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا۔

امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کا مذہبی مطالعہ کافی وسیع ہے۔ آپ کی شخصیت میں دینی علوم کی گہرائی ہے، جدید وقدیم کا سنگم ہے اور عصری اور دینی تعلیم کا امتزاج ہے۔ دس منٹ بات کرلیں، اندازہ ہو جائے گا کہ علم وقابلیت کا دریا رواں ہے۔ سنجیدگی، سادگی، متانت، وقار، حلم وبردباری، رگ رگ میں پیوست ہے۔ اپنے اجداد اور والد بزرگوار کی طرح سچ کو سچ کہنے کی جرأت ہے۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں، مجھ حقیر کو چند ماہ شرف باریابی ملا ہے، آپ نے پڑھایا بھی ہے۔ سادگی وحلم کے واقعات ہم لوگوں کے ساتھ خوب پیش آئے ہیں جس کے میں اور میرے ساتھی گواہ ہیں۔ یہ تاثرات ان ہی تجربات کی روشنی میں رقم کیے گئے ہیں۔ خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ جرأت کی تاریخ، عزیمت کی تاریخ تحریکات کی تاریخ کا مستقل باب ہے۔ تراش خراش کر ایک ہیرا تیار ہے، کام کا جنون ہے، ملت کی بے انتہا فکر ہے۔ آپ کی صلاحیتوں کا جسے اندازہ ہوگا، اسے یقین ہو جائے گا کہ آپ، اپنے بزرگوں کے حقیقی جانشین ہوں گے۔ نئے امیر شریعت ان روایتوں کو آگے بڑھائیں گے اور اپنے بزرگوں اور خانقاہ رحمانی کی جرأت وعزیمت اور قیادت کی تاریخ کو مزید مزین کریں گے۔ امارت کے کاموں کی بڑے پیمانے پر توسیع کریں گے جس سے ملت کو بڑا فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

مدرسہ دارالعلوم رحیمیہ

زیر اہتمام: علی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

یکتا نگر بنگواں لوہا گاڑا ہاٹ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار 855101

اپیل برائے تعاون

مدرسہ ھذا ایک خالص دینی تعلیمی ادارہ ہے جو کئی سالوں سے علاقہ کے غریب ومفلس بچے اور بچیوں کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے میں سرگرم عمل ہے، مدرسہ ھذا میں شعبہ حفظ وناظرہ اور عربی اول تک کی عمدہ تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا بھی اچھا نظم ہے غریب ونادار طلبہ کی تعلیم ورہائش کا انتظام مفت میں مدرسہ کی طرف سے ہے۔
مدرسہ ھذا میں 162 طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں جن میں سے 125 طلبہ دارالاقامہ میں مقیم ہیں، 6 اساتذہ اور 2 ملازم خدمت انجام دے رہے ہیں، 13 نومبر 2021 سے قبل ہی مدرسہ کی چھت کی ڈھلائی ہونی ہے جس پر تقریباً 7 لاکھ روپے کا صرفہ ہے، لہٰذا اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں۔

Name:. All Educational And Welfare Trust, A/c No:10200004591058
Ifsc: BDBL0001182, Google pay. 9324088425

(ناظم مدرسہ: سالک انور نوازی قاسمی)

رابطہ: 9162741554/9324088425

Scanned with CamScanner

رحمۃ للعالمین

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

ربیع الاول کا مہینہ اس عظیم رسول و نبی کی ولادت باسعادت کے حوالہ سے جانا اور پہچانا جاتا ہے، جس سے بہتر انسان اس روئے زمین پر نہیں آیا، ہمارا ایمان تمام انبیاء ورسل پر ہے اور ہم سب کی عظمت وفضیلت کے قائل ہیں، یہ ہمارے ایمان مفصل اور ایمان مجمل کا حصہ ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی اور ہمارے آقا ومولیٰ فخر موجودات، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا سردار اور سید المرسلین والاولین والآخرین بنایا، آپ کے اوپر سلسلۂ نبوت کا خاتمہ فرمایا، معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں انبیاء کی امامت کرائی؛ تاکہ سب انبیاء پر آپ کی فضیلت پورے طور پر کھل کر سامنے آجائے، ایسی فضیلت کہ انبیاء بھی اس امت میں آنے کی تمنا کرنے لگیں، آپ کو یہ فضیلت بھی عطا ہوئی کہ سارے جہاں کا رسول بنا کر آپ کو بھیجا گیا، قرآن کریم جیسی رحمت وہدایت والی کتاب آپ کو دی گئی، آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء ورسل آئے سب مخصوص علاقے مخصوص زمانے اور بعض مخصوص قبائل کے لئے تھے، اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو اعلان کرنے کے لئے فرمایا: کہہ دیجئے اے لوگو! میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، آپ کی شان میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ آپ سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے، سارے جہاں میں انسان وجن ہی نہیں شجر وحجر، نباتات وجمادات، حیوانات اور تمام بری وبحری مخلوقات بھی شامل ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب کیلئے رحمت ہیں، اور آپ کی رحمت سب کو محیط ہے۔

رحمت کی اس عمومیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہر طرف ظلم وجور کا بازار گرم تھا، انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا، قبیلے آپس میں دست وگریباں تھے، عربی عجمی اور کالے گورے کے نام پر خود ساختہ برتری کے پیمانے وضع کر لئے گئے تھے، اس کی وجہ سے انسانوں میں طبقاتی جنگ نے عروج پکڑ لیا تھا، حق وہ سمجھا جاتا تھا جو اس قبیلے کے کسی فرد کے ذریعہ صادر ہوا ہو، خواہ وہ ظلم وستم کے زمرے میں کیوں نہ آتا ہو، برائیاں عام تھیں اور اخلاق حسنہ کا وجود کم تر ہو گیا تھا، عورتوں کے اوپر ہر طرح کا ظلم کیا جاتا تھا، بلکہ بہت سارے قبائل میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا، ہنستی کھیلتی زندگی کو زندہ مٹی میں دفن کر دینا انسانی شقاوت وبدبختی کی انتہاء تھی، لڑائیاں ہوتیں تو انسانوں کے ساتھ پورے علاقہ کو تاراج کر دیا جاتا، شریف انسان غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے، اور بالکل وہ منظر ہوتا جس کا نقشہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے کھینچا ہے کہ جب شاہان وقت کسی آبادی پر غلبہ حاصل کرتے ہیں تو آبادی میں فساد و بگاڑ پیدا کرتے ہیں اور وہاں کے شرفاء کو ذلیل ورسوا کر کے چھوڑتے ہیں ان لڑائیوں میں جانور، درخت، کھیت کھلیان اور فصلوں کو بھی تباہی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

ان حالات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے، چالیس سال تک اپنی پاکبازی، سیرت، کردار کی بلندی، امانت ودیانت کی رفعت کا نمونہ اس طرح پیش کیا کہ مخالفین بھی آپ کو صادق اور امین کہا کرتے آپ کی بے داغ جوانی اور اعلیٰ اخلاقی کردار کی شہادت دیتے، وہ ایمان اور کلمہ کے مسئلہ پر مذبذب رہے، کیونکہ اس کلمہ کے اقرار سے ان کی ریاست اور چودھراہٹ کو خطرہ محسوس ہوتا تھا؛ لیکن کبھی کسی نے ان کے کردار پر انگلیاں نہیں اٹھائیں، چالیس سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کیا، مخالفین کے سب دشتم اور نازیبا حرکات کو سنا اور سہا یہ رحمت ہی کی ایک قسم ہے کہ آپ نے قدرت کے باوجود اور بارگاہ الٰہی سے مقبولیت کے یقین کی امید ہوتے ہوئے بھی آپ نے ان کے لئے کبھی بددعا نہیں کی، حد یہ کہ طائف کی گلیوں میں جب پائے مبارک لہولہان ہوئے، موزے خون سے بھر گئے، اوباشوں نے آپ کو پتھر مارا، اس وقت بھی آپ نے ان کے لئے دعائیں کیں، اے اللہ اس قوم کو ہدایت دے وہ مجھے نہیں جانتی اور اس توقع کا اظہار کیا کہ شاید اس قوم سے کوئی دین رحمت میں داخل ہو جائے، جنگ کے بعد قیدی مسجد کے ستون سے بندھے ہوئے ہیں، بندش کی سختی کی وجہ سے قیدی کراہ رہا ہے، آپ کی آنکھوں سے نیند غائب ہے، جب تک بندش ڈھیلی نہیں کی گئی آپ کو سکون نہیں ملا، فتح مکہ کے موقع سے سارے دشمن سامنے تھے، عرب روایات کے مطابق انہیں قتل بھی کیا جاسکتا تھا اور غلام بھی بنایا جاسکتا تھا، لیکن رحمت للعالمین نے اپنی شان رحمت کا مظاہرہ کیا اور اعلان کر دیا کہ آج تم لوگوں سے کوئی دار وگیر اور مواخذہ نہیں، تم سب لوگ آزاد ہو، اتنا ہی نہیں حضرت ابوسفیانؓ جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے ان کے گھر میں داخل ہونے والے کو بھی امان دے دیا، ہندہ جس نے حضرت حمزہ کا مثلہ کروایا تھا ان کے کان ناک کٹوائے تھے، کلیجی گردہ کو کچا چبا کر اپنی قسم پوری کی تھی، آپ کی شان رحمت نے اس کو اپنے جلو میں لے لیا، کیا شان رحمت تھی آپ کی، کوئی دوسرا ہوتا تو چن چن کر بدلہ لیتا کہ یہی زمانے کی روش رہی ہے، آپ نے سب کو معاف کر کے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اسلام دین رحمت ہے، یہاں امن ہے شانتی ہے، سکھ ہے، چین ہے اور دشمنوں کو بھی معاف کرنے کا وہ جذبہ ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔

انسانوں میں غلاموں اور باندیوں کی زندگی اجیرن تھی، وہ جسم وجثہ کے اعتبار سے انسان تھے، لیکن ان کی زندگی جانوروں سے بدتر تھی، ان کی اپنی کوئی زندگی نہیں تھی وہ آقا ہی کے لئے جیتے اور مرتے تھے، پوری وفاداری اور خدمت کے باوجود انہیں ظلم وستم کا سامنا تھا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئے، آپ نے مختلف طریقوں سے لوگوں کو غلامی کی زنجیروں سے نکالنے کا کام کیا، کبھی فدیہ کے طور پر لکھانے پڑھانے کا کام لے کر، کبھی قسم، ظہار وغیرہ کے کفارہ میں آزاد کرنے کا حکم دے کر، عمومی حکم یہ دیا کہ غلاموں کا خیال رکھو، جو خود کھاؤ اسے کھلاؤ، اور اسے ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو، اس سے طاقت سے زیادہ کام نہ لو، آپ نے حضرت زیدؓ کے ساتھ حسن سلوک کر کے دکھلایا، جس کے نتیجہ میں حضرت زیدؓ نے اپنے والدین کے ساتھ جانے کی بنسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنا پسند کیا۔

عورتوں پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سایہ فگن ہوئی تو حکم دیا کہ عورتوں سے بہتر سلوک کرو وہ تمہارے ماتحت اور تمہارے حکم کی پابند ہیں، تم دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق ہیں، کسی کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی جائے، اور حسن سلوک کے ساتھ ان سے پیش آؤ، اگر تم امساک بالمعروف نہ کر سکو تو انہیں اچھے سے چھوڑ دو تاکہ وہ اپنی زندگی اپنے انداز میں جی سکیں یا دوسری شادی کر کے نئے سفر کا آغاز کر سکیں، زمانہ جاہلیت میں بیوہ عورت منحوس سمجھی جاتی تھی، آپ نے حضرت عائشہؓ کے علاوہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو اپنے نکاح میں لے کر امت کو پیغام دیا کہ بیوہ اور مطلقہ عورتیں منحوس نہیں ہیں، شوہر کے مرجانے اور بعض دفعہ نباہ نہ ہونے سے طلاق پڑ جائے تو ان کی دلجوئی، خبرگیری کی جتنی شکلیں ممکن ہیں اختیار کی جائیں اور انہیں بے سہارا نہ چھوڑا جائے۔

آپ نے بچوں پر رحم کرنے کا بھی حکم دیا، ان کی اچھی تعلیم وتربیت پر جنت کی بشارت دی، ان کا نفقہ باپ کے سر رکھا، تاکہ انہیں بال مزدوری سے بچایا جائے، اور ان کے بچپن کی حفاظت کی جا سکے، ان کے اچھے نام رکھنے کی تلقین کی اور بچوں کو بے سہارا چھوڑنے کو پسند نہیں فرمایا۔ انہیں جینے کا حق دیا اور ان کو روزی میں تنگی کے خوف سے ہلاک کرنے سے منع فرمایا۔

یتیموں کی کفالت کو کار ثواب قرار دیا اور فرمایا کہ میں اور یتیموں کی کفالت کرنے والا ہاتھ کی دو متصل انگلیوں کی طرح قیامت میں ساتھ ہوں گے، خود آپ نے یتامیٰ کی سرپرستی اور عید کے دن ایک روتے بچے کو گلے لگا کر ہمیں سبق دیا کہ ان کی کفالت کی فکر کرو، ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھو، یہ ہاتھ رکھنا قیامت میں تمہیں کام آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جب جانوروں کی طرف متوجہ ہوئی تو بلا وجہ انہیں ہلاک کرنے سے منع کیا اگر گوشت کھانے کے لئے انہیں ذبح کرنا ہے تو ایسا طریقہ اپناؤ کہ اسے کم از کم تکلیف ہو، اگر جانور نقل وحمل کے لئے رکھے ہو تو اس پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادو، ایک اونٹ کی بلبلاہٹ سن کر آپ سمجھ گئے کہ اس کا مالک اس پر زیادتی کرتا ہے، اونٹ کے مالک انصاری صحابی کو بلا کر فرمایا کہ اللہ رب العزت نے ان جانوروں کو تمہارا محکوم بنایا ہے اس لئے ان جانوروں پر رحم کرو، نہ تو انہیں بھوکا رکھو، اور نہ ہی ان کی طاقت سے زیادہ کام لو، ایک بار حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے چڑیا کے دو بچوں کو پکڑ لیا، چڑیا چلانے لگی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان بچوں کو ان کی جگہ پر رکھ آؤ، یہ رحم دلی کا اثر تھا کہ ایک فاحشہ نے اپنے موزہ میں بھر کر کتے کو پانی پلایا تو اس کی بخشش ہو گئی، اور ایک عورت نے بلی کو باندھ کر رکھا، کھانا پینا نہیں دیا، بالآخر وہ مرگئی تو اس عورت کو اسکی وجہ سے اسے جہنم کا مستحق قرار دیا گیا، یہ واقعات بتاتے ہیں کہ جانوروں پر آپ کی شفقت و رحمت کس قدر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

درختوں کو بلا ضرورت کاٹنے اور جنگ کے موقع سے انہیں برباد کرنے سے بھی منع کیا گیا، کیونکہ یہ ہمارے لئے ماحول کے تحفظ کا بڑا ذریعہ ہیں، فرمایا گیا کہ اگر قیامت قائم ہو جائے اور تمہارے پاس اتنی مہلت ہو کہ تم ایک پودا لگا سکتے ہو تو لگا دو، پھلدار درخت لگانے والوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ اس درخت کے پھل سے انسانوں نے اور پتوں سے جانوروں نے فائدہ اٹھایا تو یہ صدقہ ہے، اور ایسی تمام کوشش جس سے ماحول خراب ہو فضائی آلودگی پیدا ہو "فساد فی الارض" کے قبیل سے ہے۔

ماحولیات کے تحفظ اور ہر قسم کے جاندار کے لئے پانی کی اہمیت ظاہر ہے، حکم دیا گیا کہ اسے ناپاک نہ کرو، پینے اور دوسری ضرورتوں کے لئے اسے پاک وصاف رکھو، پانی میں پیشاب نہ کرو، سو کر اٹھو تو بغیر ہاتھ دھوئے پانی کے برتن میں ہاتھ مت ڈالو، پانی پیتے وقت برتن میں سانس مت لو، مشکیزے، گھڑے اور پانی کے برتن کو ڈھانک کر رکھو، یہ ہدایات ہر اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ورحمت کا مظہر ہیں، رحمۃ للعالمین ہونے کا سب سے بڑا مظاہرہ قیامت کے دن ہوگا، جب سارے انبیاء کرام بخشش کے لیے سفارش اور شفاعت سے انکار کر دیں گے، سارے انسان پریشان ہوں گے، ہر آدمی اپنے گناہوں کے بقدر پسینے میں ڈوبا ہوگا، نفسی نفسی کا عالم ہوگا، نہ بیٹا باپ کا ہوگا، نہ بیوی شوہر کی ہوگی، ہر آدمی سراسیمہ اور حواس باختہ ہوگا، ایسے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم امت کی شفاعت کے لیے بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہوں گے اور وہ سب کچھ مانگیں گے جو اللہ رب العزت ذہن ودل میں ڈالیں گے اور پھر خوش خبری سنائی جائے گی کہ گناہگاروں کو بخش دیا گیا اور جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس شفاعت سے سوئے جنت روانہ ہو سکے گا، اس طرح آپ کی رحمت سے اللہ کی مخلوق دنیا میں بھی مستفیض ہو رہی ہے اور آخرت میں بھی شفاعت کام آئے گی۔ شاعر نے کہا ہے:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
اتر کر حراء سے سوئے قوم آیا
اور ایک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

Scanned with CamScanner

محمد عادل فریدی

اخبار جہاں

فلپائن میں غیر ملکی مسافروں کے لیے کورنٹائن کی مدت ختم

فلپائن نے چین سے آنے والے مسافروں اور 40 سے زائد دیگر ممالک کے لیے کورنٹائن کی مدت ختم کردی ہے جنہیں مکمل طور پر ویکسین دی گئی ہے۔ صدارتی ترجمان ہیری راک نے نے بتایا کہ نیا اصول ہفتہ سے 31 اکتوبر تک چین سمیت دیگر ممالک اور گرین لسٹ والے علاقوں سے آنے والے مسافروں پر نافذ ہوگا۔ (یو این آئی)

ایتھوپیا میں اوایل اے نے 15 شہریوں کو ہلاک کردیا

مشتبہ اورومالبریشن آرمی (اوایل اے) کے باغیوں نے ایتھوپیا کی اورومیا علاقائی ریاست میں حملہ کر کے 15 شہریوں کو ہلاک کردیا ہے۔ ریاستی میڈیا تنظیم فنا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (ایف بی سی) کی رپورٹ کے مطابق اوایل اے کے حملے میں ہاروشہر میں 15 لوگوں کی موت ہوگئی اور 927 گھروں کو تباہ کردیا گیا۔ (یو این آئی)

منامہ میں بحرین۔ ہند تعلقات کی گولڈن جوبلی تقریبات کا انعقاد

منامہ میں 12 اکتوبر کو بحرین اور ہندوستان کے درمیان سفارتی تعلقات کی 50 سالہ گولڈن جوبلی کے موقع پر یادگار تقریبات منعقد کی گئیں۔ بحرین اور ہندوستان کے درمیان باہمی احترام کی علامت کے طور پر باب البحرین کی مشہور عمارت کو کل ہندوستانی ترنگے کے رنگوں سے روشن کیا گیا تھا جبکہ نئی دہلی میں واقع قطب مینار سرخ اور سفید رنگ میں تھا، جو بحرین کے پرچم کے رنگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے لال اور سفید رنگوں سے چمک رہا تھا۔ گولڈن جوبلی کا یہ جشن دونوں ممالک کے درمیان باہمی تعلقات کے لحاظ سے اپنے آپ میں ایک نئی کامیابی ہے کیونکہ یہ نہ صرف ہندوستان اور بحرین کے درمیان سرکاری سفارتی تعلقات کے 50 سال مکمل ہونے کی علامت ہے بلکہ صدیوں پر محیط دوستی کی علامت بھی ہے۔ (یو این آئی)

جی 20 افغان ایئر پورٹس کو چلانے میں مدد کرے گا

جی 20 ممالک افغانستان کو مالی اور تکنیکی مدد فراہم کریں گے تاکہ ملک کے ہوائی اڈے آسانی سے چلتے رہیں۔ افغانستان کے مسئلے پر جی 20 رہنماؤں کی ایک ورچوئل میٹنگ روم کے دارالحکومت اٹلی میں ہوئی۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ خیال رہے جی 20 گروپ کی سربراہی اس وقت اٹلی کر رہا ہے۔ (یو این آئی)

امریکہ اور بھارت اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کے رکن منتخب

امریکہ ساڑھے تین برس کے وقفے کے بعد پھر سے اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کا رکن بن گیا ہے۔ عالمی ادارے کی جنرل اسمبلی نے جمعرات کو اٹھارہ نئے ارکان کا انتخاب کیا۔ امریکہ کے علاوہ ارجنٹائنا، بینین، کیمرون، اریٹریا، فن لینڈ، گیمبیا، ہنڈوراس، بھارت، قزاقستان، لتھوینیا، لکسمبرگ، ملائیشیا، مونٹیگرو، پیراگوائے، قطر، صومالیہ اور متحدہ عرب امارات بھی ہیومن رائٹس کونسل کے ارکان منتخب ہوئے۔ کونسل کے منتخب ارکان کی تین سالہ مدت آئندہ برس جنوری میں شروع ہوگی۔ امریکہ نے سابق صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے دور میں اسرائیل پر تنقید کے تناظر میں اس کونسل سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ (ڈوئچے ویلے)

سعودی و امریکی وزرائے خارجہ کی ملاقات

سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان نے 14 اکتوبر کو واشنگٹن میں اپنے امریکی ہم منصب انٹونی بلنکن سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ ایران کے جوہری پروگرام پر تبادلہ خیال کیا۔ دوسری جانب سعودی وزیر خارجہ کا ایک انٹرویو فنانشل ٹائمز میں بھی شائع ہوا ہے۔ اس انٹرویو میں انہوں نے بتایا ہے کہ ایران کے ساتھ بات چیت اچھے ماحول میں ہوئی اور کئی ایسے امور سامنے آئے جن پر مکالمت کی گنجائش موجود ہے۔ سعودی وزیر خارجہ نے واضح کیا کہ ریاض حکومت ایران کے ساتھ بامعنی مذاکرات کے معاملے میں کافی سنجیدہ ہے۔ فوری طور پر یہ واضح نہیں کہ مشرق وسطی کے ان روایتی حریف ممالک کے مابین مذاکرات کا یہ دور کب اور کہاں منعقد ہوا۔ (ڈوئچے ویلے)

آئرش مصنفہ نے اسرائیلی پبلشر کو اپنی کتاب کے ترجمے سے روک دیا

آئرلینڈ کی معروف ناول نگار سیلی رُونی نے اپنے نئے ناول کے ترجمے اور اشاعت کی اسرائیلی پبلشر کو اجازت نہیں دی۔ خاتون ناول نگار نے اس کی وجہ اسرائیل کے نسلی برتری کے نظام اور فلسطینیوں سے امتیازی سلوک کو قرار دیا ہے۔ تیس سالہ آئرش مصنفہ اور اسکرین رائٹر سیلی رُونی انگریزی زبان کی مقبول ناول نگاروں میں شمار کی جاتی ہیں۔ ان کے تین ناول اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے پہلا ناول 2017 میں چھپا تھا اور اس کا نام "دوستوں سے مکالمہ" (کنورسیشن وِد فرینڈز) تھا۔ دوسرا ناول 2018 میں "عام لوگ" (نارمل پیپل) کے عنوان سے شائع ہوا۔ تیسرا ناول رواں برس ستمبر میں شائع ہوا ہے، اس کا نام "خوبصورت دنیا، تم کہاں ہو" (بیوٹیفل ورلڈ، ویئر آر یُو) ہے۔ پہلے دونوں ناولوں کی طرح سیلی رُونی کے تیسرے ناول کو بھی قارئین نے خاصا پسند کیا ہے۔ 2017 میں انہیں سنڈے ٹائمز نے سال کی بہترین نوجوان ادیبہ قرار دیا تھا۔ ان کے دوسرے ناول "نارمل پیپل" کو 2018 کا بہترین آئرش ناول قرار دیا گیا۔ سیلی رونی کو 2019 میں ویمن پرائز فار فکشن سے بھی نوازا جا چکا ہے۔ سیلی رُونی کی ادبی نمائندگی وائلی ایجنسیز کو حاصل ہے۔ اس ایجنسی نے خاتون ناول نگار کی جانب سے ایک پیغام جاری کیا ہے اور اس میں واضح کیا گیا کہ مصنفہ خود سے عبرانی یا ہبریو زبان کے ماہر کو منتخب کر کے اپنے ناول کا ترجمہ کروانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ اس بیان میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ وہ اپنے نئے ناول کے ترجمے کی اجازت کسی اسرائیلی پبلشر کو دینے کا ارادہ نہیں رکھتیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں احساس ہے کہ ہر کوئی ان کے اس فیصلے کے ساتھ اتفاق نہیں کرے گا لیکن موجودہ حالات میں وہ اسرائیلی اشاعتی ادارے کی جانب سے ایک نیا کنٹریکٹ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کیونکہ اس کمپنی نے نسلی تفریق کی اسرائیلی پالیسی سے کھل کر دوری اختیار نہیں کی اور فلسطینی قوم کے ان حقوق کی حمایت بھی نہیں کی جو اقوام متحدہ سے بھی تسلیم شدہ ہیں۔ سیلی رُونی ماضی میں بھی فلسطینیوں کی حمایت کرتی رہی ہیں۔ (ڈوئچے ویلے)

تعلیم و روزگار

خدمت خلق کے ذریعہ در حقیقت ہم اپنی ہی دنیا اور آخرت سنوار رہے ہیں: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ میں ڈاکٹروں سے ملاقات، ہیلتھ سے متعلق اہم تجاویز پر غور وخوض

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی امیر شریعت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد لوگوں سے ملاقات کر کے لگاتار اِس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ کیسے امارت شرعیہ کے زیر نگرانی کاموں کو تیز رفتاری سے آگے بڑھایا جائے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ۱۳؍اکتوبر ۲۰۲۱ء پٹنہ سمیت مختلف اضلاع کے ڈاکٹروں سے ملاقات بھی تھی، تاکہ صحت کے میدان میں بہترین خدمات پیش کی جاسکیں اور موجودہ ہاسپٹل کو بہتر بنائے جانے کی جانب قدم اٹھایا جائے۔ اس ملاقات میں کم وبیش چالیس ڈاکٹر صاحبان نے شرکت کی مجلس میں موجود تمام ڈاکٹر صاحبان نے اپنا تعارف اور اپنی اسپشلیٹی کو بتایا۔ میٹنگ میں ڈاکٹر صاحبان کی جانب سے مختلف باتیں سامنے آئیں۔ مثلاً مولانا سجاد میموریل ہاسپٹل میں موجود جو شعبے قائم ہیں ان کو بہتر کیا جائے اور اِس سمت ہم میں سے جن کے تعاون کی بھی ضرورت پڑے گی ہم لوگ اپنا تعاون پیش کریں۔ یہ بات بھی آئی کہ بزرگوں نے جن مقاصد سے امارت کو قائم کیا ہے، اس کی جانب ہم لوگوں کو اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی معاشرہ کے ساتھ ساتھ سوشل ویلفیئر، ہیلتھ اور ایجوکیشن کی جانب بھی خاص توجہ دیے جانے کی ضرورت ہے۔ دیگر اقوام اور مذاہب والوں کو بھی اِس کے ذریعہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے علاوہ نرسنگ کالج، ڈائلاسس کا بہترین نظام، ڈلیوری سسٹم کو اور زیادہ پاورفل بنانے کے ساتھ ساتھ ایمرجنسی کی جانب خصوصی توجہ کی گذارش کی گئی۔ اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ کیسے اِس ہاسپٹل کو اُس درجہ تک پہنچایا جائے جہاں درمیانی طبقہ کے علاوہ اعلی طبقہ کے لوگ بھی علاج کرنے میں سکون اور اطمینان محسوس کریں، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی اہم باتیں میٹنگ میں ڈاکٹر صاحبان کی جانب سے پیش کی گئیں۔ حضرت امیر شریعت نے ڈاکٹروں سے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم قوم کے لیے جو خدمت کر رہے ہیں در حقیت اس کے ذریعہ ہم اپنی ہی دنیا اور آخرت کو ہی سنبھال رہے ہیں۔ پیش کردہ تجاویز پر حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ یہ ساری تجویزیں نوٹ کرلی گئی ہیں، ان شاء اللہ جتنا جلد ممکن ہوگا، اِن پر عمل کیا جائے گا۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ یہ پہلی ملاقات ہے لیکن آخری نہیں۔ ہم بار بار ملیں گے اور ہماری کوشش ہوگی کہ ہیلتھ کے شعبہ کو مثالی بنائیں۔

ذمہ داریوں کی بروقت ادائیگی سے ادارہ کو بلندیوں تک پہنچایا جاسکتا ہے: حضرت امیر شریعت

مولانا سجاد میموریل ہاسپٹل ہفت روزہ نقیب اور شعبہ دعوت وتبلیغ کے کاموں کا جائزہ

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر نے امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات کے کارکنان اور ذمہ داران سے ملاقات کی اور موجودہ کاموں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس موقع پر ذمہ داران اور کارکنان سے اِس کی ضروریات کی تفصیلات بھی طلب کیں۔ مولانا سجاد میموریل ہاسپٹل کے ڈاکٹرس اور دیگر کارکنان سے گفتگو کے دوران ڈاکٹر صاحبان نے حضرت امیر شریعت سے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں یہاں کام کر کے فخر محسوس ہوتا ہے، یہ ایک ایسا ہاسپٹل ہے جہاں بہت ہی مناسب معاوضہ میں بہتر علاج کی سہولیات فراہم ہیں جس سے متوسط طبقہ بہت زیادہ مستفید ہوتا ہے۔ یہ ہاسپٹل ہر ذات، برادری اور مذہب والوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے، انسانیت کی بنیاد پر خدمات کی انجام دہی سے لوگوں میں بہت ہی مثبت پیغام پہنچ رہا ہے، ہر سال ہاسپٹل سے استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں علاج کے بعد اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ مریض سے گفتگو کر کے اُس کے تاثرات کو جانا جائے۔ یہاں کے آنکھ اور دانت کے شعبہ سے کافی لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ مریضوں کے چہروں پر سکون اور خوشی دیکھ کر کارکنان کو بھی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ان سب باتوں کے ساتھ ہمیں یہاں ایک مکمل اسلامی ماحول میں احکام کی پابندی کرتے ہوئے کام کرنے کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ حضرت امیر شریعت نے دریافت کیا کہ ایسا کوئی کام بتائیں جس کو آپ تکلیف دہ سمجھتے ہیں اور اگر وہ پریشانی دور کردی جائے تو اِس ہاسپٹل سے ہم مزید لوگوں کو فائدہ حاصل کرنے کے مواقع فراہم کر پائیں گے! جس پر مختلف آرا سامنے آئیں! مثلاً جو مریض آتے ہیں اُن سے ہمارا برتاؤ ایسا ہو کہ اُنھیں اپنائیت محسوس ہونی چاہیے۔ ہاسپٹل کے ذمہ داران وکارکنان کو ڈسپلن کا پابند بننا چاہیے۔ ہاسپٹل میں فی الحال او پی ڈی کی سہولیات تو ہیں لیکن اُس کے ساتھ ساتھ اگر ایمرجنسی کی بہترین سہولیات بھی دستیاب ہوجائے تو ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک ہاسپٹل کا فیض پہنچا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر کے آنے اور جانے کے اوقات کی تعیین اور حسب ضرورت اس میں اضافہ ہو۔ جو کام ہاتھ سے کیا جارہا ہے، اُسے ڈیجیٹل اور آن لائن کیا جائے۔ گائینو یعنی ڈیلیوری وارڈ میں مستقل اور کل وقتی ڈاکٹروں کا تعین کیا جائے۔ صاف صفائی کا مکمل خیال رکھتے ہوئے ہاسپٹل کو جدید ترین انداز اور سہولیات سے آراستہ کیا جائے۔ انکوائری کاؤنٹر یا انفارمیشن ڈیسک قائم کیا جائے۔ کارکنان کی سیلری کو اتنا بہتر بنایا جائے کہ وہ خوش دل ہو کر کام کرسکیں۔ حضرت امیر شریعت نے یقین دہانی کرائی کہ ان شاء اللہ جو باتیں سامنے آئیں ہیں اُن میں سے ہر ایک پر تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔ دیکھا جائے گا کہ کون سا کام کتنے فنڈ کا متقاضی ہے، ہر کام کو ضرورت اور فنڈ کے اعتبار سے نافذ العمل کیا جائے گا۔ ہفت روزہ نقیب کے ذمہ داران سے گفتگو کے درمیان جو باتیں سامنے آئیں اُس میں اِس بات پر خاص توجہ دی گئی کہ کیسے پہلے مرحلے میں نقیب کو چھ ہزار سے بڑھا کر دس ہزار تک کیا جائے۔ آن لائن نقیب پورٹل کے قیام، گوشہ خواتین پر خصوصی گفتگو کی گئی۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم نقیب کا ہدف بارہ برس سے بیس برس کے نوجوانوں کو بنائیں، تاکہ اُن تک صحیح اسلام کو پہنچا سکیں۔ اسلاموفوبیا کا مقابلہ کیسے کیا جائے نقیب میں اس کو بھی جگہ دینے کی ضرورت ہے۔ شرکاء سے گفتگو کے بعد جو نتیجہ اخذ کیا گیا اس کا خلاصہ یہ تھا الحمدللہ فی الحال نقیب کی رنگین طباعت ہو رہی ہے، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق مضامین کے احاطہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کا میلان نقیب کی طرف بہت تیزی سے بڑھا ہے۔ مسائل شرعیہ اور نقیب میں ذکر کردہ متعدد مضامین لوگوں کے لیے مشعل راہ کا کام کر رہے ہیں۔ بہار کا یہ واحد اردو اخبار ہے جو تقریبا اسی سالوں سے تواتر کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ حضرت امیر شریعت نے کافی اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اب ہمارا اگلا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ کیسے نقیب کے پیغام کو ملک وبیرون ملک تک پہنچائیں۔ بالخصوص بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ڈھائی کروڑ مسلمانوں تک اس کے پیغام کا پہنچنا بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے ہمیں آف لائن اور آن لائن ہر دو طریقے سے نقیب کی نشر واشاعت کا انتظام کرنا پڑے گا۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

Scanned with CamScanner

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

اخلاص وللّٰہیت کے جذبے سے امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھائیں

امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کے درمیان حضرت امیر شریعت مدظلہ کا خطاب

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے آٹھویں امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ نے ۱۰/اکتوبر کو امارت شرعیہ کے مرکزی وذیلی دفاتر کے ذمہ داران وکارکنان سے خطاب کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور امارت شرعیہ کے کاموں میں انہاک کے ساتھ لگے رہنے کی تاکید فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ امارت شرعیہ ملک کا ایک منفرد ومثالی ادارہ ہے، یہاں ایسا ماحول بنایا جائے کہ جب کوئی آئے تو خوشدلی کے ساتھ آئے اور جانے کو اس کا دل نہ چاہے، مسکراتے رہنا اور خوش اخلاقی کے ساتھ بھائیوں سے ملنا جلنا بھی صدقہ ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، یادرکھئے کہ انسانی زندگی میں بے شمار مسائل آتے ہیں، لیکن وہی انسان کامیاب وبامراد ہوتا ہے، جو اللہ کی رضا کی خاطر ہر کام کو انجام دیتا ہے، عبادتوں میں بھی لطف اسی وقت آئے گا جب اسے اللہ کی رضا کی خاطر انجام دیا جائے، امیر کی اطاعت بھی ہو تو اس میں بھی اللہ رضا شامل ہو، جب انسان اس درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کو احسان کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے، اور قلب سلیم کی نعمت اسے مل جاتی ہے، اس لئے آپ سب لوگ اسی جذبہ کے ساتھ ہر کام کو انجام دیں، اور یقین مانیں کہ اس سے اللہ کاموں میں برکت بھی عطا فرمائیں گے، اور ملت کو بھی فائدہ پہونچے گا، اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے بیعت امارت بھی لیا، جس میں سبھوں سے عہد وپیان کرایا گیا کہ اپنا کام اللہ کی رضا کے لئے کریں گے اور ہر جائز احکام میں امیر شریعت کی اطاعت واتباع کرتے رہیں گے۔ اس سے قبل نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد صاحب رحمانی قاسمی صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ آج ہم سب لوگوں کا دل خوشی ومسرت سے لبریز ہے کہ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ایک ایسا امیر عطا کیا ہے جن کا دل اخلاص وللّٰہیت کے جذبے سے پُر ہے، حضرت امیر شریعت جن خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، اس خانوادے کی ایک عظیم تاریخ رہی ہے، جس کے باعث ملک نے اس خانوادے کو اس کا قائد تسلیم کیا، اس لئے حضرت امیر شریعت" الولد سرٌّ لابیه " کے صحیح مصداق ہیں، آپ جواں سال ہیں، اس لئے آپ کے خیالات میں بھی نئی تازگی توانائی اور جواں سالی ہے، انشاء اللہ ہم سب لوگ آپ کی قیادت میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کے چھوڑے ہوئے نقوش میں رنگ بھریں گے، اور ان کی قیادت میں کاموں کو آگے بڑھائیں گے، حضرت نائب امیر شریعت نے مزید فرمایا کہ اب وقت آ گیا کہ ہم سب لوگ اپنے دل کے غبار کو مٹائیں اور اتحاد فکر وعمل کے ساتھ کاروان امارت کو آگے بڑھانے کے جدو جہد میں لگ جائیں، اللہ ہم سب کا حامی ومددگار ہے۔ جناب مولانا ابو طالب رحمانی صاحب نے بھی چند قیمتی مشورے دئے، جس پر ذمہ داران امارت شرعیہ نے غور وفکر کے بعد عمل کرنے کا یقین دلایا، اس نشست کی نظامت قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کی جس میں انہوں نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے ہم سب کو ایک امیر شریعت کی شکل میں ایک مضبوط سرپرست اور اولوالعزم قائد عطا فرمایا ہے، جو صاحب فکر ونظر بھی ہیں اور صاحب معرفت بھی اللہ اس ان کی عمر کو دراز فرمائے۔ امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ نے امارت شرعیہ کے فروغ واستحکام اور ملک بالخصوص تینوں ریاستوں میں آباد مسلمانوں اور نئی نسلوں کی تعمیر وترقی کے لیے جو منصوبے بنائے تھے، اس کی تکمیل فرمائیں گے۔ اس نشست کا آغاز مولانا اسد اللہ صاحب کے تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا مفتی محمد مجیب الرحمٰن بھاگلپوری نے حضرت امیر شریعت کی شان میں منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا، اخیر میں یہ نشست حضرت امیر شریعت کی دعا پر اختتام کو پہونچی۔

حضرت امیر شریعت نے مختلف شعبہ جات کے ذمہ داروں سے کی ملاقات

دارالقضاء، دارالافتاء، بیت المال اور دارالعلوم الاسلامیہ کی کارکردگیوں کا تفصیلی جائزہ

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی نے ۱۱/اکتوبر کو نائب امیر شریعت اور قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کے ہمراہ امارت شرعیہ میں مختلف شعبہ جات کے ذمہ داران وکارکنان سے تعارفی ملاقات کی اور الگ الگ شعبوں میں ہونے والے کاموں کا جائزہ لیا۔ دارالقضاء امارت شرعیہ کے ذمہ داران سے ملاقات پر قاضی انظار عالم قاسمی صاحب نے دارالقضاء کے تمام نائب اور معاون قضاۃ کا تعارف کرایا۔ حضرت امیر شریعت نے اِس موقع سے یہ معلوم کیا کہ ایسے کون سے امور ہیں جن کی ضرورت آپ دارالقضاء میں آپ محسوس کرتے ہیں؟ جس کے ذریعہ دارالقضاء کے نظام کو اور بہتر بنایا جا سکے۔ قاضی انظار عالم صاحب نے فرمایا کہ چالیس پچاس سال یا اس سے پرانی جو فائلیں ہیں اُن کی اسکیننگ کا کام اور بہتر بنایا جا سکے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسکیننگ کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ اِن فائلوں کو آن لائن کلاؤڈ پر محفوظ کیا جا سکے۔ مولانا سہیل اختر قاسمی نے کہا کہ اِس سلسلہ میں امیر شریعت سابع علیہ الرحمہ نے خدا بخش لائبریری کے ذمہ داروں سے بھی رابطہ کا حکم دیا تھا جس پر پہلے بھی کچھ کام ہوا تھا اور مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ پوچھے جانے پر کہ سالانہ کتنے فیصلے ہم لوگ کرتے ہیں، قاضی صاحب نے فرمایا کہ ۳ سے چار ہزار کے قریب سالانہ فیصلے ہوتے ہیں، اِس پر حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ دارالقضاء کے نظام کے تحت تقریباً ڈھائی کروڑ مسلمان آباد ہیں، اُن کے درمیان ہم دارالقضا کی اہمیت کو اگر بہتر طریقے سے پہنچانے میں کامیاب ہوتے ہیں تو یقیناً ہم اس تعداد کو پہلے مرحلے میں دوگنا ضرور کر سکتے ہیں۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ اگر ہم نے اپنے معاملات کو آسان نہیں بنایا تو مستقبل قریب میں خطرہ ہے کہ حکومت کے ذریعہ معاملات کو اتنا آسان کر دیا جائے گا کہ لوگ دارالقضا کے بجائے دیگر جگہوں میں جا کر اپنے معاملات کا تصفیہ کرانے میں بہتری محسوس کریں گے، جس سے دارالقضا اور امارت کے وجود کو خطرہ پہنچے کا امکان ہے۔ لہٰذا ہمیں لوگوں کو دارالقضا سے مضبوط طریقے سے جوڑنے کے لیے ضروری ہے کہ اِس کا نظام بہتر سے بہتر بنایا جائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اِسے پہنچایا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ فیصلہ ایسے ہو کہ دونوں فریق یہ سمجھیں کہ ہم اپنے گھر میں آئے ہیں اور وہ مسکرا کر امارت سے باہر نکلیں۔ اس موقع سے نائب امیر شریعت نے فرمایا کہ فیصلہ کے بعد ہر آنے والا یہ محسوس کرے کہ یہاں انصاف ہی انصاف ہے، ناانصافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ عدل وانصاف سے بھری ہوئی جگہ وہ آیا ہے۔ وہ احساس کرے کہ قضاۃ نے جو فیصلہ کیا ہے میرے لیے اسی میں خیر ہے اس کو محسوس ہو کہ اگرچہ بظاہر میرے خلاف فیصلہ ہے لیکن میری آخرت کے لیے یہی بہتر ہے۔ اس کے علاوہ دارالافتاء کے ذمہ داران سے بات ہوئی اور فتاوی کو آن لائن اور لائیو لانے پر بھی مشورہ ہوا۔ نائب قاضی مفتی وصی قاسمی نے بتایا کہ چوں کہ دارالقضاء آربیٹریشن ایکٹ کے تحت چلنے والا ادارہ ہے اس لیے ہماری کوشش ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ معاملات آپسی اور باہمی رضامندی سے طے پا جائیں اور الحمد للہ ایسے نوے فیصد معاملات ہوتے ہیں جو باہمی رضامندی سے حل ہو جاتے ہین۔ بیت المال کے ذمہ داران سے بات کرتے ہوئے حضرت کے سوال کے جواب میں ذمہ داران بیت المال نے اِس بات کی گذارش کی کہ آن لائن سسٹم کو بہتر اور تیز تر بنانے سے ہم لوگ بآسانی زیادہ کام کر سکیں گے۔ دارالعلوم الاسلامیہ کے ذمہ داران سے گفتگو کرتے ہوئے نصاب اور عمارت کی تجدید وتعمیر سے متعلق گفتگو ہوئی۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ فی الحال تو یہ تعارفی ملاقات ہے، لیکن ہمیں یہ طے کرنا ہوگا کہ دارالقضاء، دارالافتاء، بیت المال ودیگر شعبہ جات کے کاموں کو عوام الناس تک زیادہ سے زیادہ پہنچایا جا سکے۔ اس موقع پر نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، مولانا انظار عالم قاسمی قاضی شریعت، مولانا وصی احمد قاسمی ومولانا سہیل اختر قاسمی نائبین قضاۃ، مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مفتی احکام الحق قاسمی صاحبان کے علاوہ دارالقضاء، دارالافتاء، بیت المال ودارالعلوم الاسلامیہ کے دیگر ذمہ داران وکارکنان موجود تھے۔

کامیابی کے لیے محنت، تسلسل، اخلاص نیت اور تقویٰ ضروری ہے

دارالعلوم الاسلامیہ کا تفصیلی معائنہ، طلبہ واساتذہ کے بیچ حضرت امیر شریعت کا بصیرت افروز خطاب

حضرت امیر شریعت ثامن مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر نے ۱۳/اکتوبر کو دارالعلوم الاسلامیہ کا تفصیلی معائنہ کیا۔ اِس موقع پر حضرت امیر شریعت نے ادارہ کی تعمیری اور تعلیمی کاموں کا جائزہ لینے، ضروری زمین کی خریداری پر مشورہ کرنے کے بعد اساتذہ سے تعلیمی معیار کے سلسلہ میں خصوصی گفتگو فرمائی۔ دورانِ مذاکرہ اِس بات پر خصوصی توجہ دی گئی کہ ہم لوگوں کو چاہیے کہ ہم کامیابی کا ایک پیمانہ بنائیں اور اُس پیمانہ پر اپنے طلبہ کو پرکھیں۔ ہر ایک طالب علم جو ہمارے پاس آیا ہے، اُس کی کامیابی کی ذمہ داری ہماری ہے، یہ ہماری مسئولیت ہے کہ وہ طالب علم کامیاب ہوا یا نہیں۔ جن مہارات کو ہمیں بچوں میں پیدا کرنا ہے اُن مہارات کو ہمیں لکھنے کی ضرورت ہے، اور سال کے آخر میں ہر ایک بچے کو جانچنے کی ضرورت ہے کہ وہ اُن متعینہ مہارات تک پہنچا یا نہیں؟ اُس جانچ اور پرکھ کے بعد ہمیں معلوم ہوگا کہ کیا ہم نے واقعی تعلیم دیدی یا صرف ہم نے گمان کر لیا کہ ہم تعلیم نے دیدی ہے۔ اگر ہمیں اِس ادارہ کو معیاری ادارہ بنانا ہے تو آپ تمام اساتذہ سے میری گذارش ہے کہ آپ لوگوں کو یہ طے کرنا چاہیے کہ آپ کے اہداف کیا ہیں اور اس کو کتابوں سے باہر ہو کر دیکھیں، کیوں کہ کتاب تو فقط ایک آلہ ہے۔ کوشش ہو کہ ہر بچے کو سو فیصد نمبر آئے۔ تذکر، فہم، تطبیق، تحلیل اور اِس کے علاوہ تقییم اور ترکیب ان میں سے کم از کم تین سے چار مراحل سے بچوں کو گذارنا بہر صورت ضروری ہے۔ اور یہ ایک بار میں ہرگز نہیں ہوگا۔ اس کے لیے کئی مراحل پر محنت کرنا ہوگی۔

اس کے بعد طلبہ سے خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ الحمد للہ آپ کے اندر صفائی اور نظافت کا خاص نظم ہے، اسے برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ تعلیمی میدان میں کامیابی کے لیے جو چیز آپ کو کامیاب بناتی ہے وہ ہے سمت اور مقصد کا تعین، آپ کو ہر صبح یہ طے کرنا ہوگا کہ آج شام تک کا ہدف کیا ہے؟ دن بھر کے اہداف کو مختصر انداز میں لکھ کر شروع کریں۔ اور ہدف متعین کرنے کے بعد اُس کو کرنے کا طریقہ متعین کریں، جو آپ کے لیے آسان اور تیز بہدف ہو اُس طریقے کو اپنے اندر ڈھونڈیں۔ تعلیم بڑی حد تک انفرادی عمل ہے لہٰذا ہر وقت اپنے آپ کو مستعد رکھنا ہے۔ مقصد کی تعیین اور طریقہ کار کو تلاشنے کے بعد جو کارآمد طریقہ نکل کر سامنے آئے اُس پر لگاتار محنت کریں۔ اسی طرح کسی بھی ہدف کو پانے کے لیے مواظبت یعنی لگاتار تسلسل کے ساتھ کام کرنا ضروری ہے۔ ہندوستان میں عموماً بچوں کے اندر یہ پایا جاتا ہے کہ یا تو وہ تسلسل سے محنت نہیں کرتے یا پھر اپنا ہدف اور اپنی سمت کو متعین نہیں کرتے۔ جس دن سے آپ یہ کام شروع کریں گے اُس دن سے آپ کامیابی کی طرف چل پڑیں گے۔

اہداف کی تعیین، طریقہ کار اور مواظبت کے بعد جو چیز آپ کو مزید کامیاب بنائے گی وہ ہے مراجعہ یعنی جو سبق استاذ پڑھائیں اُسے یومیہ، ہفتہ وار اور ماہانہ مراجعہ کریں، کیوں کہ جس سبق کا یومیہ مراجعہ نہ کیا جائے 82 فیصد پڑھائی ہوئی باتیں ذہن سے محو ہو جاتی ہیں۔ اخیر میں آپ کو اس بات کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کے بغیر اسلام میں کسی کام کی اہمیت نہیں ہے اور وہ حسن نیت، آپ روزانہ اللہ کو راضی کرنے کی نیت کریں، اِس سے رفتہ رفتہ عمل میں صالحیت پیدا ہوگی۔ اس کے علاوہ تقویٰ کا خاص خیال رکھیں۔ اپنے ہر عمل میں اس بات کو مستحضر کریں کہ اللہ آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ ہماری نیتوں کو صاف کردے، قلب کو سلیم کر دے اور ادارے کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

اس سے قبل نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ ہماری محنت ایسی ہو کہ ادارہ کے بانیان امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین قاسمی اور قاضی القضاۃ حضرت مولانا سید قاضی مجاہد الاسلام قاسمی علیہما الرحمہ کے جو خواب تھے، ہم اُس خواب کی تعبیر کا ذریعہ بنیں۔ اس کے لیے ہمیں اپنا ہدف متعین کرتے ہوئے جنون، لگن اور تڑپ کے ساتھ آگے اور خوب آگے بڑھنا ہوگا۔ حضرت امیر شریعت نے اساتذہ کی گذارش پر تعلیمی ترقی کے لیے ایک محاضرہ کی گذارش کو قبول کیا ہے، ان شاء اللہ جلد ہی محاضری کی تاریخ متعین ہوگی مزید باتیں اُس وقت آئیں گی۔

اس موقع سے مولانا سہیل احمد ندوی سکریٹری دارالعلوم الاسلامیہ نے اپنے استقبالیہ میں مختصراً ادارہ کی تاریخ کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر شریعت ثانی محی الملۃ مولانا محی الدین قادری اور نائب امیر شریعت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد بانی امارت شرعیہ کا دور قران السعدین کا دور کہلاتا ہے، امید ہے کہ موجودہ حضرت امیر شریعت ثامن اور نائب امیر شریعت کا دور بھی ان شاء اللہ امارت کے لیے قران السعدین کا دور ہوگا۔ اور امارت اپنے تاریخ کی عظیم ترین بلندیوں پر پہنچے گی۔

اس موقعہ پر قائم مقام ناظم مولانا شبلی القاسمی نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دارالعلوم تشریف آوری اور اُن کے بصیرت افروز خطاب اور مفید نصائح پر اظہار تشکر کیا۔ اُن کی گذارش پر حضرت امیر شریعت نے مجلس کے آخر میں تمام طلبہ واساتذہ سے بیعت امارت لیا۔

Scanned with CamScanner

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

جب سے ہندوستان کے روابط اسرائیل سے بڑھے ہیں، ہندوستان نے ناطرفدار بلاک سے اپنے آپ کو الگ کر کے امریکہ اور مغرب کی متابعت قبول کی ہے، روس میں اشتراکیت نے دم توڑ دیا ہے اور مغربی ملکوں نے عالمی غنڈہ گردی اور خوں آشامی کی خو کو پوری کرنے کے لئے اسلامی دہشت گردی کا ہوّا کھڑا کیا ہے، صورت حال یہ ہے کہ آئے دن تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کا انکاونٹر کیا جاتا ہے، مسلمانوں کے خلاف فرضی مقدمات دائر کئے جاتے ہیں، کسی جواز کے بغیر نوجوانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے، گرفتار کرنے میں ملک کی اعلیٰ عدالتوں کی ہدایات کا پاس ولحاظ تک نہیں رکھا جاتا، دہشت گردی کا کوئی بھی واقعہ ہو، کسی مسلم تنظیم (جو اکثر فرضی ناموں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی) کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے، مندر میں کوئی دھماکہ ہو تب بھی مسلمانوں کو مجرم گردانا جاتا ہے اور مسجد میں ہو تب بھی مسلمان ہی قصوروار سمجھے جاتے ہیں، ملزموں کی مجرموں کی طرح تشہیر کی جاتی ہے اور ذرائع ابلاغ میں کچھ اس طرح معاملات کو پیش کیا جاتا ہے کہ گویا یہ ایک ثابت شدہ حقیقت اور ناقابل انکار واقعہ ہو۔

بہت سے نوجوان طویل عرصہ سے جیل میں بند ہیں، نہ ان پر مقدمہ کی کاروائی ہوتی ہے اور نہ انہیں ضمانت ملتی ہے، ایسا بھی ہوا کہ کسی واقعہ کے سلسلہ میں پولیس نے کچھ نوجوان مسلمانوں کو گرفتار کیا، بعد میں انکشاف ہوا کہ جرم کے مرتکب بعض ہندو تنظیموں کے لوگ تھے؛ لیکن جو مسلمان گرفتار کئے گئے، انہیں رہائی نصیب نہ ہوسکی، یہ بھی ہوا کہ بہت سے نوجوان باعزت بری کئے گئے، محض شک کی بنا پر جب ان کی گرفتاری عمل میں آئی تھی تو میڈیا نے اسے شاہ سرخی بنایا تھا، حکومت کے عہدہ داران اور پولیس افسران نے بھی اس کے بارے میں گرم گرم بیانات دئے تھے؛ لیکن ان کے باعزت بری ہونے کی خبر کو نہ تو میڈیا میں کوریج مل سکا اور نہ حکومت اور پولیس کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی وضاحت ہوئی یا معذرت آئی، جن لوگوں کو شک کی بنیاد پر گرفتار کیا جاتا ہے، ان کے لئے وہ وقت نسبتاً اچھا ہوتا ہے، جب وہ جیل بھیج دیئے جاتے ہیں، ورنہ تو جب تک وہ پولیس تحویل میں ہوتے ہیں، ان کے ساتھ ایسا روح فرسا سلوک کیا جاتا ہے، جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، اب تو حد یہ ہے کہ ایسے ملزمین کے خلاف مقدمہ کی پیروی کرنے والے وکیل بھی نہیں ملتے اور کوئی وکیل مقدمہ قبول کرتا ہے تو دوسرے اس کی پٹائی کر دیتے ہیں۔

غرض کہ عمومی طور پر اس وقت مسلمان عدم تحفظ کا شکار ہیں، فرقہ پرست ہندو تنظیمیں انہیں رسوا کرتی ہیں، پولیس بلا ثبوت انہیں گرفتار کرتی ہے اور گرفتار کرنے کے بعد بھی انہیں ایذا رسانی کا شکار بناتی ہے، قانون ساز ادارے مختلف ناموں سے ایسے قوانین بناتے ہیں، جو لاقانونیت کا جواز فراہم کرتے ہیں، نیز ذرائع ابلاغ مسلمانوں پر جور وستم ڈھانے والے افراد اور اداروں کی پیٹھ تھپکتے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے ہیں، ہمارا رد عمل اس سلسلہ میں یہ ہوتا ہے کہ ہم وقتی طور پر احتجاج کرتے اور احتجاجی بیانات اور زیادہ سے زیادہ دھرنا دیتے ہیں، اب کچھ لوگ دھرنا بھی دینے لگے ہیں؛ لیکن ہمارا یہ احتجاج اردو اخبارات تک محدود ہوتا ہے، جس کو حکومت کے ایوانوں میں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، سوال یہ ہے کہ ایسی صورت حال میں مسلمان کیا کرے؟

ایک راستہ تو پر تشدد رد عمل کا ہے، جیسا کہ ماؤوادی کرتے رہے ہیں، یا مختلف علاحدگی پسند تنظیمیں کر رہی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے، اسلام نہ ابتداءً تشدد کا قائل ہے اور نہ رد عمل میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لا ضــرر ولا ضــرار** (ابن ماجہ) یعنی نہ ابتداءً نقصان پہنچایا جائے نہ جواباً، شریعت نے اس بات کی اجازت نہیں دی ہے کہ عوامی املاک کو نقصان پہنچایا جائے، غلطی ایک پولیس والے نے کی ہو اور نشانہ کسی بھی پولیس والے کو بنا دیا جائے، یہ اسلامی عمل نہیں ہوگا؛ بلکہ اسلام کو بدنام کرنے والا عمل ہوگا، ایسے رد عمل سے سماج میں نفرت کے جذبات پروان چڑھنے لگتے ہیں اور انصاف پسند لوگ بھی غلط رائے قائم کر بیٹھتے ہیں۔

دوسرا طریقہ قانونی ہے، ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے، یہاں کی عدلیہ آزاد ہے، بہت سے معاملات میں عدلیہ نے اقلیت کو انصاف فراہم کیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے معاملات کو عدالت تک پہنچایا جائے اور اس کی مسلسل پیروی کی جائے، یہاں تک کہ مقدمہ اپنے انجام کو پہنچ جائے، بھاگل پور اور گجرات فسادات کے بعض ملزمین کو سزائیں ملی ہیں اور بیشتر مقدمات میں مسلمان نوجوان باعزت بری کئے گئے ہیں، اگر مسلمان باضابطگی کے ساتھ ایسے مقدمات کی پیروی کریں اور سیشن کورٹ سے ہائی کورٹ اور ہائی کورٹ سے سپریم کورٹ تک جانے کے لئے تیار ہوں، مجرم پولیس عہدہ داروں کا جرم ثابت ہو جائے اور ان کو سزا ملے، نیز مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کو عوام کی عدالت میں پہنچانے کے لئے انسانی حقوق کی تنظیموں سے مدد لی جائے اور چند واقعات میں مجرمین کو سزا مل جائے تو اس کے گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔

لیکن اس کے لئے دو باتیں ضروری ہیں: ایک تو ثابت قدمی اور صبر کے ساتھ جہد مسلسل، دوسرے: کم سے کم ایسے مسائل میں ملت کا اتحاد واشتراک۔ کسی بھی اہم کام کے نتیجہ خیز ہونے کے لئے صبر وبرداشت اور انتظار کی قوت ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ہر کام میں ثابت قدمی عطا فرما: **اللھم انی اسئلک الثبات فی الامر** الخ (سنن الترمذی، عن شداد بن اوس، حدیث نمبر: 3407) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو تسلسل اور دوام کے ساتھ اسے انجام دیتے: **کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عمل عملا اثبت** (مسلم، حدیث نمبر: ۷۴۶/۶)

قرآن مجید نے خود مسلمانوں کو جو دعاء لـ سکھائی ہے، اس میں ثابت قدمی کی بھی دعا سکھائی گئی: وَثَبِّت اَقدَامَنَا (آل عمران: ۱۴۷) مسلمانوں کو بار بار تلقین کی گئی کہ وہ صبر اور مصابرہ سے کام لیں اور اس بات کی بھی کہ وہ سرحدوں کی حفاظت کے بارے میں ہمیشہ چوکنا رہیں: یاایھا الَّذِینَ امنوا اصبِروا وَصَابِروا وَرَابِطوا (آل عمران: ۲۰۰) مصابرہ کے معنی کسی چیز پر پابندی کے ساتھ جمے رہنے کے ہیں، (مختار الصحاح، ص: ۸۳) اور قرآن کے حکم "رَابطوا" کا اصل مقصد مسلمانوں کی حفاظت ہے، چاہے وہ کسی مسلم ملک میں ہو یا کسی غیر مسلم ملک میں، مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ نہ صرف امت کے دین وایمان کے لئے؛ بلکہ ان کی جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے جو تدبیریں کر سکتے ہیں، وہ ضرور کریں، ہوتا یہ ہے کہ وقتی طور پر تو ہم احتجاج کرتے ہیں، اخبارات میں بیان دیتے ہیں اور اپنی مظلومیت کی داستان سناتے ہیں؛ لیکن ہم ایف آئی آر درج نہیں کراتے، درج کراتے وقت پولیس والوں کی بد دیانتی پر نظر نہیں رکھتے، پھر جب معاملہ عدالت میں جاتا ہے تو تسلسل کے ساتھ مقدمہ کی پیروی نہیں کرتے، اگر ذیلی عدالت سے اپنے موقف کے خلاف کوئی فیصلہ ہوگیا تو اوپر کی عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے، اس طرح ہم قانونی لڑائی ہار جاتے ہیں، جب تک ہماری قانونی کوششوں میں تسلسل نہیں ہوگا، ہمیں انصاف حاصل نہیں ہوسکے گا۔

دوسری ضروری چیز اتحاد واشتراک ہے، ملک بھر میں پیش آنے والے مقدمات کی پیروی غیر معمولی اخراجات کی متقاضی ہے، اس کے لئے تمام تنظیموں کو اکٹھا ہونا پڑے گا، اگر یہ تمام تنظیمیں مل کر ایک تحفظ مسلمین بورڈ بنائیں، مشترک طور پر افرادی اور مالی وسائل لگا کر ایسے مقدمات کی پیروی کریں اور اس انداز پر کام کریں کہ کسی معاملے میں کریڈٹ حاصل کرنے کا جھگڑا پیدا نہ ہو، مثلاً جس ریاست میں جو تنظیم زیادہ فعال ہو، وہاں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے وہاں کی مقامی تنظیم کو ذمہ دار بنا دیا جائے، اس طرح بہ آسانی ان مسائل کو حل کیا جاسکے گا اور اِس وقت مسلمانوں کے خون کی جو ارزانی اور سماج میں ان کی بے وزنی وبے وقعتی دیکھی جارہی ہے، شاید اس کی نوبت نہ آئے، اگر مسلمانوں نے اس سلسلہ میں کوئی لائحہ عمل طے نہیں کیا اور امت کے مشترک مفاد کے لئے جھوٹے وقار کی قربانی دینے کو تیار نہ ہوئے تو ان کی ذلت ورسوائی اور جان ومال کی ارزانی کی داستان طویل سے طویل تر ہوتی جائے گی، افسوس کہ طوفان ہمارے سروں سے گذر رہا ہے؛ لیکن ہماری بے شعوری اور بے حسی کی شام آئے نہیں آتی:

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

تہنیتی کلام

بخدمت حضرت **مولانا احمد ولی فیصل رحمانی** صاحب دامت برکاتہم
امیر شریعت ثامن بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ بہار
اشتیاق حیدر قاسمی سستی پوری خادم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار

ہیں ہم سب کے امیرِ کارواں احمد ولی فیصل
ہماری کشتیوں کے بادباں احمد ولی فیصل

وہ جو باطل کی ظلمت ہے اسے جا کر کوئی کہہ دے
ہماری راہ میں ہیں ضو فشاں احمد ولی فیصل

ہے ان کا عزم ان کے مثل ہی اک دم جواں لوگو
جوانوں کے دلوں کے ترجماں احمد ولی فیصل

نگاہوں میں ہماری وہ عظیم المرتبت ٹھہرے
ہمارے دل کے خانوں میں نہاں احمد ولی فیصل

نئی امید کی کرنوں کو اپنے ساتھ لے کر کے
ہیں آئے اب ہمارے درمیاں احمد ولی فیصل

ولی اللہ کے بیٹے، بزرگوں کی امانت ہیں
یقیناً ہیں نشانِ رفتگاں احمد ولی فیصل

تھے جن نقشِ قدم پہ والد و دادا و پردادا
انہی نقشِ قدم پہ ہیں رواں احمد ولی فیصل

نہ سورج کی تپش کا ڈر، نہ ہے طوفان کا خدشہ
ہمارے باغ کے ہیں باغباں احمد ولی فیصل

خدا کا سایۂ رحمت رہے ان پر سدا حیدر
جہاں میں جائیں اب چاہے جہاں احمد ولی فیصل

Phulwari Fashion Bazar
THE LADIES GARMENSTS SHOP
Deals in: Kurti, Top, Plazo, Legins, Jeans, Night wear, Nighty, Sharara, Gharara, Naqab, Stall and all western outfits
WHOLE SALE & RETAIL
Prop: MD ZEESHAN ALAM Cntact No: 7488734192,7979726766,9693698733
S.R. PALACE SHOP NO-11, BEHIND PHULWARI BAZAR
OPP-ISLAMIA B.ED. COLLEGE, PHULWARI SHARIF, PATNA-801505

Scanned with CamScanner

کبروغرورایک مہلک مرض

مفکراسلام حضرت مولانامحمد ولی رحمانیؒ امیر شریعت سابع

کچھ کمزوریاں ایسی ہوتی ہیں جو بظاہرانسان کی اپنی ذات تک محدودرہتی ہیں اور بہت معمولی ہوتی ہیں۔لیکن ان کا اثرمعاشرہ پر پڑتا ہے اوراس کے بڑے خطرناک نتائج سامنے آتے ہیں ،انہیں میں تکبراور غرور بھی ہے۔غرورکاتعلق عام طریقہ پرانسان کااپنی ذات سے ہواکرتا ہے،انسان اپنی کسی خصوصیت، کسی امتیاز،یاکسی جوہرکی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے آگے سمجھتا ہے اوردوسرے کواپنے سامنے کمتردرجہ کاخیال کرتا ہے،انسان کبھی حسب ونسب،کبھی مال ودولت،منصب وشہرت،کبھی علم وعمل اور کبھی حکومت وقوت کی بناء پراپنے مقابلہ میں دوسروں کوکچھ سمجھتانہیں،برتری کانشہ اس پر ہروقت سوار رہتا ہے،جس کا نتیجہ دوسروں سے کٹ جانے کی شکل میں سامنے آتا ہے،اس کے اوردوسرے افرادکے درمیان ایک غیرمحسوس دیوارکھڑی ہوجاتی ہے،اوراگرتکبر کرنے والاکسی سے ملتا بھی ہے تودیوار کی اوٹ باقی رہتی ہے،وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ملیں توجھک کر،راستے سے گزرے توسلام کرتے جائیں،جہاں پہنچے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیں،ہرمعاملہ میں اسکی رائے آخری بات سمجھی جائے،وہ ہرمجلس کاصدراور ہرکارواں کامیر کارواں بننا چاہتا ہے۔

بظاہر یہ معمولی سی خامی بہت بڑی کمزوری ہے،قرآن مجید نے واضح طور پرایسے لوگوں کے بارے میں کہا ہے :انہ لایحب المستکبر ین" (نحل)وہ اللہ تعالیٰ غرور کرنے والوں کونہیں پسند کرتا ہے ،خداتعالیٰ کے ناپسند کرنے کے جوخطرناک نتائج دنیاوآخرت میں سامنے آسکتے ہیں،ان میں سےایک کاتذکرہ قرآن مجید نے یوں کیا ہے :فبئس مثوی المتکبرین" "تکبر کرنے والوں کاٹھکانہ بہت برا ہے۔(زمر)

حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا ،جس طرح یہ متکبراور مغروردوسرے انسانوں سے کٹ جاتا ہے اور غیرمحسوس دیوار پڑجاتی ہے ،ایسامعلوم ہوتا ہے کہ آخرت میں بھی خداتعالیٰ نیک انسانوں سے اس مغرورمخلوق کودوررکھے گا،اور جب سے قرآن مجید نے صاف لفظوں میں ایسے لوگوں کی تنبیہ کی ہے اوراپنے دل کوصاف کرنے کی تعلیم دی ہے،جنہوں نے تکبراور غرورکواپنے دلوں میں بسایا ہے،ساتھ ہی جوتکبر کے مظاہراور علامتیں نظرآتی ہیں ان پر بھی روکا ہے ایک جگہ ارشادہوا ہے "لاتمش فی الارض مرحا انک لن تخلق الارض ولن تبلغ الجبال طولا" (بنی اسرائیل)

ترجمہ:"زمین پراکڑکرنہ چلاکرواس طرح سے تم نہ توزمین کوپھاڑسکوگےاورنہ پہاڑوں کی لمبائی کوپہنچ سکوگے۔"

تکبرکی اوربھی علامتیں ہیں جن سے خدااوراسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چھوٹی علامتوں پرصحابہ کی تنبیہ فرمائی اورایسااندازاختیار کرنے سے روکا ہے جس سے غرور کی بوآتی ہوایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرایک صحابی کی لنگی پرگئی وہ نیچے لٹکتی جارہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:من جرثوبہ خیلاءلم ینظر اللہ یوم القیامہ "جوشخص غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا نیچے کرے گاخداتعالیٰ قیامت کے روزاس کی طرف نہیں دیکھے گا۔"غروراور تکبر کی علامتیں بہت سی ہیں،علامتیں خواہ نمایاں ہوں یا نہ ہوں،اس مرض کواپنے سے دورہی رکھنا چاہئے ،جب اندر سے یہ مرض دورہوگا ظاہر پراس کے اثرات ،علامتیں اورنشانیاں خودبخودمٹ جائیں گی،اورانسان میں انسانی جوہراوراخلاقی بلندی آتی جائے گی،وقتی ترقیوں،حال کی آسانیوں اورجاہ ومنصب،عزت وشہرت کی وجہ سے دل میں کسی طرح کی گندگی نہ آئے اورظاہر پرغرور کے چھینٹے نہ پڑیں،یہ اللہ کے اچھے بندے اوراونچے انسان کی بنیادی پہچان ہے،غرور کے تمام سازوسامان،تکبر کاہرسہارااور گھمنڈ کے تمام ذرائع اوروسائل عارضی ہیں اورانہیں آج نہ سہی کل ختم ہونا ہے زندگی ختم ہوگی تواسکے ساتھ یہ چیزیں بہرحال ختم ہوجائیں گی،بڑے بڑے سرکش اپناوقت گزاکرچلے گئے،فرعون وہامان کاتکبروغروران کی زندگی کے ساتھ رخصت ہوگیا،آخرت میں یہ چیزیں کام نہیں آسکتیں،وہاں تو انسان کی شرافت اوردیانت،عبادت ریاضت،اورنسانیت ہی کام آسکتی ہے،اس لئے زندگی کے اس روگ کودورکرکےتواضع وخاکساری،نرم خوئی اورمیانہ روی اختیارکرنا چاہئے ،اوراللہ بندوں کے دلوں کوتوڑکرمخلوق سے منہ موڑکرزمین پراکڑکرچلنے سے بہت بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کے سانچے میں اپنے آپ کوڈھالنے کی کوشش کرے۔وعبادالرحمان الذین یمشون علی الارض ہونا" خداکے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر نرمی اورفروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔اورانسان یہ سمجھے کہ وہ کمزورتھا خدانے اسے قوت دی وہ محتاج تھا خدانے اسے دوسروں کی محتاجی سے نکالا۔اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ" (روم)اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں کمزورحالت سے پیداکیا،پھرکمزوری کے بعدقوت دی اوراس بات کومدنظررکھے آج کی قوت کل پھرکمزوری میں بدل جائے گی،اوراکڑنے والاانسان زندگی کاآخری سفرنہایت بےبسی اورلاچاری کے عالم میں دوسروں کے کاندھوں پرکرے گا۔

سعودی عرب،ایران کے ساتھ مذاکرات کے لیے سنجیدہ ہے

خبررساں ایجنسی روئٹرز کے مطابق سعودی عرب کے وزیرخارجہ فیصل بن فرحان السعود نے برطانوی روزنامے فائنانشل ٹائمز کودیے گئے ایک خصوصی انٹرویو میں کہا ہے کہ ایران کے ساتھ اب تک ہونے والی بات چیت خوشگوار رہی ہے اوراس کی نوعیت بڑی حدتک ایک دوسرے کوسمجھنے کی کوشش ہے۔

سعودی عرب کے وزیرخارجہ کا کہنا ہے کہ ہم بات چیت کے سلسلے میں سنجیدہ ہیں۔ ہمارے لحاظ سے یہ کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہے۔ہم ہمیشہ کہتے رہے ہیں کہ اس خطے میں استحکام کے لیے راستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔

فیصل بن فرحان السعود نے سعودی عرب کے عملاً حکمراں ولی عہدشہزادہ محمد بن سلمان کے وژن 2030 کے حوالے سے کہا:"سعودی قیادت کے سامنے ملک کی خوشحالی اورتعمیر کوترجیح دینے کے حوالے سے ایک واضح پالیسی ہے" وژن 2030" لیکن اگر خطے میں کشیدگی ہوتو آپ اس پرعمل درآمدنہیں کرسکتے ۔اس لیے جہاں ہم ایک طرف اپنی قومی سلامتی اورخودمختاری کاپوری طاقت کے ساتھ دفاع کرتے ہیں وہیں ہم ان مسائل کوسفارت کاری کے ذریعہ حل کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔"سعودی عرب کے وزیرخارجہ نے کہا:"ایسے بہت سارے واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے محسوس ہوتا ہے کہ ایران کے ساتھ بات چیت کے لیے یہ بالکل مناسب وقت ہے۔"انہوں نے کہا:"ہم ان سے ہمیشہ بات چیت کے خواہش مندرہے ہیں اگر وہ واقعی سنجیدہ ہیں۔ بہت سارے عوامل اس کا سبب ہیں۔"ایک سعودی عہدیدار نے بتایا کہ ریاض ایران کو بندرگاہی شہرجدہ میں قونصل خانہ دوبارہ کھولنے کی اجازت دینے پرغورکررہا ہے۔انہوں نے تاہم کہا کہ فی الحال بات چیت میں اتنی خاطرخواہ پیش رفت نہیں ہوسکی ہے کہ ایران کے ساتھ مکمل سفارتی تعلقات بحال کیے جاسکیں۔ حالانکہ ایران اس پرکافی زوردیتارہا ہے،خیال رہے کہ سعودی عرب اورایران کے درمیان اپریل سے اب تک چاردور کی بات چیت ہوچکی ہے،اس میں گزشتہ ماہ نئے سخت گیر صدرابراہیم رئیسی کی حکومت کے ساتھ ہونے والی پہلی بات چیت شامل ہے ۔سعودی عرب اور ایران دونوں ہی بالترتیب سنی اور شیعہ مسلمانوں کی قیادت کادعوی کرتے ہیں۔

دونوں ملکوں کے درمیان جنوری 2016 میں سفارتی تعلقات اس وقت منقطع ہوگئے تھے جب تہران میں سعودی عرب کے سفارت خانے پرپتھراوکیاگیاتھا۔ایک معروف شیعہ عالم دین کوسعودی حکومت کی طرف سے سزائےموت دیے جانے کے بعدایرانی عوام نے سخت ناراضگی کا اظہار کیاتھا۔اس دوران سعودی وزیرخارجہ فیصل بن فرحان نے واشنگٹن میں امریکی وزیرخارجہ انتونی بلینکن سے ملاقات کی اور ایران کے جوہری پروگرام کے حوالے سے بین الاقوامی برادری کے موقف کے سلسلے میں تبادلہ خیال کیا ہے۔

سعودی وزارت خارجہ کی طرف سے ٹوئٹر پرفیصل بن فرحان کا ایک بیان جاری کیاگیا ہے۔جس میں کہاگیا ہے ،"میرے دوست وزیرخارجہ بلینکن کے ساتھ آج سودمند ملاقات رہی۔اس دوران ہم نے باہمی دلچسپی اور دونوں ملکوں کومتاثر کرنے والے امور پرتفصیلی تبادلہ خیال کیااورمختلف محاذوں پراسٹریٹیجک پارٹنرشپ اورتعاون کومستحکم کرنے کے طریقہ کارپربات چیت کی۔سعودی وزارت خارجہ کے بیان میں مزید کہاگیا ہے کہ فیصل بن فرحان نے واشنگٹن میں قیام کے دوران ایران کے لیے امریکا کے خصوصی سفیررابرٹ میلی سے بھی ملاقات کی اوربین الاقوامی جوہری معاہدے کے حوالے سے ایران کی خلاف ورزیوں کے خلاف مشترکہ کوششوں کوتیز کرنے پرتبادلہ خیال کیا۔

منظوم تہنیت

بخدمت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

امیر شریعت ثامن امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ

ہو مبارک آپ کو احمد ولی ہونا امیر　وعدۂ سمع واطاعت کر رہا ہے یہ فقیر
بن گئے احمدولی فیصل امارت کے امیر　تھے وہ پہلے ہی سے سب کے مرشد روشن ضمیر
خوش نظر آتے ہیں سب اب دیکھئے برنا وپیر　مل گئے ہیں اُن کو اب احمد ولی جیسے امیر
لائق تعریف ہیں ارباب حل وعقد بھی　مل کے سب نے چن لیا احمدولی جیسا امیر
چل رہا تھا چال شیطاں گرچہ وقت انتخاب　آپ کے حق میں مگر پھر بھی تھا اک جم غفیر
کہہ رہے ہیں سب یہی ارکان "شمسی فیملی"　ہو مبارک آپ سب کو یہ امیر بے نظیر
علم دین وعلم دنیا کے اگر سنگم ہیں آپ　زہد وتقویٰ میں ہیں بیشک وارث پیران پیر
سمع وطاعت ہی سے ہوگا اے مسلمانو! بھلا　غور سے سن لیں قمر کی یہ نصیحت دل پزیر

نتیجہ فکر

حضرت مولاناسیدمظاہرعالم صاحب قمرشمسی

چک اولیاء،ویشالی

بقیہ ذمہ داریوں کی بر وقت ادائیگی........ شعبہ دعوت وتبلیغ کے ذمہ داران سے گفتگوکرتے ہوئے حضرت امیرشریعت نے فرمایا ہمیں چاہیے کہ ہم لوگ امارت شرعیہ کے نقباء کے لیےایک ڈاکیومنٹ تیارکریں،جس میں اِس بات پرتوجہ دی جائے کہ ہمارے نقباء حضرات جب امارت کے ساتھ جڑیں تو اُن کو یہ معلوم ہوکہ امارت کے ساتھ جڑنے کا اُن کا مقصد کیا ہے،اس موقع پرمعاون مدیرنقیب مولانا رضوان احمد ندوی نے کئی تجاویز پیش کیں۔شعبہ دعوت وتبلیغ کی کارگردگی میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ ماشاءاللہ ۱۸/ہزار کے قریب نقباءاس وقت امارت شرعیہ کے لیے کام کر رہے ہیں جوسالانہ پانچ لاکھ افرادتک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔یقینی طور پرشعبہ دعوت وتبلیغ امارت شرعیہ کاایک مرکزی شعبہ ہے۔اسے مزیدمتحرک اورفعال بنانے پربھی گفتگوکی گئی۔اس میٹنگ میں نائب امیر شریعت مولانامحمد شمشادرحمانی قاسمی،قائم مقام ناظم مولاناشبلی القاسمی،مفتی سہیل ندوی،مفتی ثناءالہدیٰ قاسمی،مفتی سہراب ندوی،مولانااحمد حسین،مولانا قمرانیس قاسمی،مولاناشاہنواز عالم مظاہری،مفتی احکام الحق،مولاناعادل فریدی،مولاناقمرانیس،ڈاکٹرکمال وارث،ڈاکٹر محی الدین اشرفی،ڈاکٹرپرویزاحمد،ڈاکٹرنہال الدین،ڈاکٹرناہیدفاطمہ،ڈاکٹرشبانہ ڈاکٹرراکھی ودیگرذمہ داران وکارکنان موجودرہے۔الحمدللہ اس میٹنگ میں تینوں شعبہ کے ذمہ داران وکارکنان نے حضرت امیرشریعت مولانااحمد ولی فیصل رحمانی صاحب سے ملاقات کرکے خوشی محسوس کی اوراس بات کاعہد کیا کہ ان شاءاللہ مستقبل میں حضرت امیرشریعت کی نگرانی میں اپنے اپنے شعبوں کومزید ترقی کی جانب گامزن کریں گے۔

Scanned with CamScanner

نسل نو کی تعلیم وتربیت کی فکر

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اسلام اور جاہلیت:

حضرات! پڑھے لکھے لوگوں نے دو لفظ سنے ہوں گے: ایک اسلام اور دوسرے جاہلیت۔ یہ قرآنی اصطلاحات ہیں اور کثرت سے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن جاہلیت کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو ذہن عہدِ رسالت کے قبل کے زمانہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ رسالت سے قبل ساری دنیا میں جہالت پھیلی ہوئی تھی، لوگ خدا کو بھول گئے تھے اور زندگی کے مقصد کو بالکل فراموش کر چکے تھے۔ انسانیت کے منصب اور خدا سے اس کا جو تعلق ہونا چاہئے تھا اس کو بھول گئے تھے۔ عام طور سے لوگ اس کو ایک تاریخی عہد سمجھتے ہیں اور اسلام کے پہلے زمانے کو عہد جاہلیت کہتے ہیں۔ اس کے بعد کا دور اسلامی کہلاتا ہے۔

اسلام کے معنی:

اسلام کے معنی اپنے کو اللہ کے حوالہ کر دینا ہے، اپنی تمام چیزوں، اپنی خواہشات، اپنے فوائد، اپنے اغراض اور اپنے ان مقدسات سے جو اس کے دل و دماغ پر حاوی ہیں، ان کے قابو سے نکل جانا اور ان سے دستبردار ہو جانا ہے جسے انگریزی میں سرینڈر کرنا کہتے ہیں۔ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر چلنا یعنی خدا چاہی زندگی گزارنا اسلام ہے۔

جاہلیت کا مطلب:

جاہلیت کے معنی ہیں من مانی زندگی گزارنا، جو دل میں آئے وہ کرنا، جیسا ہو رہا ہے ویسا کرنا، جو لوگ چاہتے ہیں اس کے مطابق کرنا، جس میں آدمی فائدہ دیکھے وہ کرنا، جس میں شہرت ملے، عزت ملے، نام و نمود ملے وہ کرنا، جو جی میں آئے وہ کرنا، جس میں مزہ آئے اور جس میں فائدہ معلوم ہو، جس میں شہرت ہو، تذکرہ ہو، لوگ تعریفیں کریں اور جس میں لذت ملے وہ کرنا۔

لیکن جاہلیت کے متعلق آپ کے ذہن میں ایک بات یاد رہنا چاہئے کہ جاہلیت جہالت کے لفظ سے ہے، جہالت جاہلیت پیدا کر دیتی ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد، مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے بعد، اپنے کو مسلمان کہلانے کے بعد، اگر آدمی نے دین کی ضروری اور بنیادی معلومات حاصل نہیں کی، قرآن مجید کا مطالعہ نہیں کیا، ترجمہ کے ذریعے، عالموں کے ذریعے، دینی کتابوں کے ذریعے اس کو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا نہیں معلوم ہوا اور اس نے اس کی کچھ پروا نہیں کی تو وہ جاہلیت پھر آجائے گی، یعنی وہ جاہلیت جو گزر گئی اس کے متعلق ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ وہ واپس نہیں آسکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا: ''کیا اسلام کے بعد جاہلیت چاہتے ہو؟'' ایک صحابی، جن سے ایسی ہی غلطی ہوگئی تھی، ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسے آدمی ہو جس کے اندر جاہلیت کی بو باقی ہے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب المعاصی من امر الجاہلیہ) تو معلوم ہوا کہ جاہلیت کوئی گزرا ہوا زمانہ نہیں ہے، جو گزرے ہوئے وقت کی طرح واپس نہ آسکتی ہو، بلکہ جاہلیت ایک طرز زندگی کا نام ہے، اور اس طرز زندگی کو بنیادی طور سے جو چیز جاہلیت بناتی ہے وہ جہالت ہے۔ اسلام کا جہالت کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے۔

اسلام کے تقاضے:

اسلام کیلئے ضروری ہے کہ بنیادی معلومات حاصل ہو اور آدمی کو معلوم ہو کہ کیا چیز اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟ کیا چیز اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کے مطابق ہے؟ کیا چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہے؟ کیا چیز مسلمان، ایمان اور عقیدہ کے مطابق ہے اور کیا چیز مطابق نہیں ہے؟ اس کا علم حاصل کرنا اپنے لئے بھی، اپنے بچوں کے لئے بھی، آئندہ نسلوں کے لئے بھی ضروری ہے، اور اس کا اہتمام وانتظام کرنا ضروری ہے۔ اگر ہمیں قرآن مجید کی زبان سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کا وزن معلوم ہوا اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی سطح اور شان سے واقف ہوں اور یہ معلوم ہو کہ اس کلام کا ایک ایک لفظ کتنی گہرائی رکھتا ہے اور کتنی بلندی رکھتا ہے، اور اس کی کتنی اہمیت اور قدر و قیمت ہے تو ہم کانپ جائیں۔

علماء کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اُس سے ڈرتے ہیں۔'' (سورہ فاطر: ۸۲) اردو زبان میں علماء سے مولوی صاحبان، مدارس کے فضلاء مراد لئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تعداد میں اضافہ کرے اور ان کے علم سے فائدہ پہونچائے، لیکن کلام الٰہی اور کلام نبوت میں ان کا علم محدود نہیں ہے۔ العلماء جب کہیں گے تو ہمارے سامنے بڑے بڑے علماء آئیں گے، ''العلماءٗ'' کے معنی ہیں جاننے والے کے، جب اللہ نے یہ فرمایا کہ اللہ سے علماء ڈریں گے، اللہ سے وہی ڈر سکتے ہیں جو علم رکھتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ یہ دین جو ہم کو اسلام کے نام سے ملا ہے، یہ علم سے جڑا ہوا ہے۔ اس کا علم کے ساتھ ایسا رشتہ ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا۔ علم اسلام کا ایک ضروری اور بنیادی عنصر ہے۔ اس میں صحیح عقائد کا علم ہو جائے، فرائض کا علم ہو جائے، دین کی ضروری تعلیمات کا علم ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے منشاء وفرمان کا علم ہو جائے، کیا چیزیں ہم پر فرض اور واجب ہیں، کیا اسلام ہے اور کیا کفر ہے اس کا فرق معلوم ہو جائے، اور کیا توحید ہے اور کیا شرک ہے، بدعت وسنت کا فرق، طاعت اور معصیت کا فرق معلوم ہو جائے، حرام و حلال کا فرق، جائز و ناجائز کا فرق اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور نامرضیات کا فرق معلوم ہو جائے، یہ اسلام ہے۔

علم کیسے حاصل ہو:

وہ علم جو اسلام کے لئے ضروری ہے وہ مواعظ کے ذریعہ، صحبت کے ذریعہ، دینی مجالس کے ذریعے یا کوئی اور ایسا ماحول اور صحبت اختیار کرکے حاصل کیا جانا چاہئے۔ علم کے وسائل بہت ہیں اور الحمدللہ آسان ہوگئے ہیں اور مدرسوں کی وجہ سے اور بھی سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ کتابوں کی کثرت ہے، مدارس کا فیض عام ہے۔

دینی مدارس کی اہمیت وافادیت:

یہ مدارس کوئی معمولی چیز نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قائم رکھے، ان کی وجہ سے ہندوستان کی ملت اسلامیہ اپنی خصوصیات کے ساتھ باقی ہے، آزادی سے قبل کا زمانہ مجھے یاد ہے، جب انگریزوں کا اقتدار شباب پر تھا، اس وقت خلیفہ شجاع الدین نے ایک رسالے میں مضمون لکھا کہ اب ان مدرسوں کی کیا ضرورت ہے؟ اب زمانہ بدل گیا ہے، ان مدرسوں کو اسکولوں میں تبدیل کر دینا چاہئے اور وہاں انگریزی زبان پڑھائی جائے اور سائنس کی تعلیم دی جائے، جیسا کہ آج بعض لوگ مطالبہ کرتے ہیں، علامہ اقبال نے کیمبرج اور جرمنی سے قانون، اقتصاد اور فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کیا تھا، انہوں نے اس کا جواب دیا کہ خدا کے لئے تم یہ نہ کہو، اگر یہ مدارس نہ رہے تو ہندوستان اسپین بن جائے گا، اسپین میں کیسے کیسے ولی اللہ مدفون ہیں، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی وہاں مدفون ہیں، فقہ مالکی میں ایک اصولی مسئلہ ہے کہ ان کے یہاں اہل مدینہ کا عمل حجت ہے، اس میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے، ویسے ہی ایک زمانہ میں یہ مسئلہ بن گیا تھا کہ عمل قرطبہ حجت ہے، وہاں علماء کے فیض اور عربی علوم کے اثر سے اور محققین کے پیدا ہونے سے اور گھر گھر عالموں کے ہونے کی وجہ سے ان کی زندگی اسلام کے ڈھانچہ میں ڈھل گئی تھی کہ اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ قرطبہ میں ایسا ہوتا تھا، جس ملک کا ایسا حال ہو، وہاں کا عمل حجت ہو، اور پوری شمالی افریقہ کی پٹی جو لیبیا اور سوڈان سے شروع ہوتی ہے اور مراکش تک جاتی ہے، اور پھر اسپین تک جاتی تھی، یہ سارے علاقے سو فیصد مالکی ہیں، ایسا کوئی ملک نہیں جو سو فیصد حنفی ہو، وہ ملک مسلمانوں سے خالی ہو جائے۔

علم ہمارے لئے ضروری کیوں:

علم ہمارے لئے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارا اسلام کے ساتھ وابستہ رہنا اور اسلام پر پورے طور پر چلنا اس کے بغیر ممکن نہیں، بلکہ ناممکن ہوسکتا ہے، اور کم سے کم ہمارا ہندوستان جیسا ملک ہے، جس کے چاروں طرف جہالت کی جو فضا ہے، اور جو کفر وشرک اور دوسرے مذاہب، میتھالوجی (دیومالائی) جو پھیلی ہوئی ہے، اور اب آج کل ریڈیو، ٹی وی کے ذریعہ، پریس کے ذریعہ، تاریخ کے ذریعہ اور ہر طرح سے وہ چیزیں پھیلائی جارہی ہیں، جو کبھی ہندوستان میں تھیں، وہ بھی سامنے لائی جارہی ہیں، اس صورت میں دین کی تعلیم کی سخت ضرورت ہے، گویا اس وقت اسلام کے باقی رہنے کا دارومدار اس پر ہے کہ آپ کے گھر والوں کو اور آپ کے بچوں کو ضروری دینی معلومات حاصل ہوں، اس کا انتظام ہونا چاہئے، بار بار کہا اور لکھا ہے کہ بچوں کی صحت اور بچوں کے کپڑے بنوانے، بچوں کے دوا علاج کرنے، بچوں کو بیماریوں سے تحفظ فراہم کرنے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے کہ ان کو اللہ ورسول سے واقف کرائیں اور ان کو کفر وایمان کا فرق بتائیں، انہیں شرک وتوحید کا فرق بتائیں، ہماری ماؤں اور بہنوں پر فرض ہے اور گھر کے لوگوں پر فرض ہے کہ ان کے دل میں ان سے گھن پیدا کریں، ایسی گھن جو گندگی سے ہوتی ہے۔

شرک وکفر اور اس کے مظاہر سے نفرت:

جب تک ہماری نئی نسل کے دل سے بت پرستی نہیں نکلے گی چاہے وہ کسی قسم کی بت پرستی ہو، اس کائنات میں کسی کو متصرف ماننے، کسی کو کارساز ماننے، کارفرما ماننے، اور اپنی قسمت کا بنانے والا اور بگاڑنے والا جاننے سے جب تک گھن نہ آئے، اس وقت تک اس کے ایمان کا اطمینان نہیں ہے کہ وہ اپنے ایمان پر قائم رہے گا۔

کفر وشرک سے مسلمانوں کو ایسی نفرت ہونی چاہئے جیسے آگ میں ڈالے جانے سے نفرت ہو، کفر وشرک کی تمام شکلوں سے جب تک اس کے دل میں نفرت نہ ہو، اور ہندوستان میں جو دیومالائی چیزیں ہیں، اور بت پرستی کی جو چیزیں ہیں اور یہاں کے دیوتاؤں کے بارے میں جو خیالات ہیں، اس سے نہ صرف بچا رہے، یہ ایک بڑی نعمت ہے، بلکہ اس سے نفرت ہو، اور اس کے نام سے اس کا ذائقہ خراب ہو جائے اور اس کے دل ودماغ اور احساسات پر ایسا اثر پڑے جیسے کوئی گندی چیز کھالی ہے۔

بچوں کو دینی تعلیم دینا اور ایسی دینی تعلیم کا انتظام کرنا جس سے اس کو دین کا ضروری علم حاصل ہو جائے، بلکہ کفر اور شرک سے ایک قسم کی نفرت، وحشت نہ پیدا ہو، اس وقت تک اطمینان نہیں کہ وہ کفر وشرک کا کوئی کام نہ کرگزرے، مائیں ایسے قصے سنائیں جس سے کفر وشرک کا فرق معلوم ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنائیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر کے گھر میں پیدا ہوئے، جہاں صرف حکومت بت پرستوں کی نہیں تھی بلکہ ان کا معاش بھی اس سے وابستہ تھا، یعنی اعتقادی اور اقتصادی دونوں طور سے بت سازی ان کے گھر میں تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو داعی کبیر بنا تھا، بلکہ موحد امت کا بانی بنایا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے کفر وشرک کے فرق کو ''ینــار کونی بردا وســلاما'' (سورۃ الانبیاء ۶۹) (اے آگ! تو ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا) سے عیاں کر دیا، ایسے قصوں سے، ایسے واقعات سے بچوں میں، گھروں میں اور ماحول میں کفر وشرک کا امتیاز پیدا ہوگا، اور اسلام کا صحیح علم حاصل کرنے کی رغبت پیدا ہوگی، اسی لئے علم کو اسلام کے ساتھ مربوط رکھا گیا ہے، تاکہ مسلمان اسلامی تعلیمات کے ساتھ مسلمان رہے، ایمان وعقیدہ کے ساتھ مسلمان رہے۔

Scanned with CamScanner

آرٹیفیشیل انٹلی جینس (مصنوعی ذہانت) کے ذریعہ مذہبی و نسلی تعصب کو فروغ

اسد مرزا

حال ہی میں ایک مسلم کمپیوٹر پروگرامر نے مختلف .A.I پروگرامس اور ایپس میں ایسی خامیوں کی نشاندہی کی ہے جو کہ خاص طور سے مسلمانوں اور سیاہ فام افراد کے بارے میں تعصب زدہ معلومات یا خیالات ظاہر کرتے ہیں۔

آج کے دور کو ڈیجیٹل ایج یا انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور کہا جاتا ہے، جس میں ہر معلومات، تفصیلی یا غیر تفصیلی آپ کو با آسانی دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ ہر ڈیجیٹل آلہ سائز میں چھوٹے سے چھوٹا اور کام کرنے کی صلاحیت میں اضافے کے ساتھ دستیاب ہے۔ آج سے دس یا پندرہ سال قبل ہمیں جس کام کو کرنے کے لیے پی سی کی ضرورت ہوتی تھی وہ تقریباً سارے کام آج آپ کے موبائل پر مختلف ایپس کی مدد سے ہوجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاٹا پروسیسنگ میں جو کام کمپیوٹر اور انسان مل کر کرتے تھے وہ اب Artificial Intelligence یا .A.I (مصنوعی ذہانت) کے مختلف پروگرامس کے ذریعہ صرف کمپیوٹر کے ذریعہ کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ تمام کام مشینوں کے اوپر نہیں چھوڑ سکتے اس میں انسانی مداخلت یا نگہداشت بھی ضروری ہے۔

اگر آپ نے 2004 میں منظرِ عام پر آئی انگریزی فلم "I Robot" دیکھی ہو تو آپ یاد کرسکیں گے کہ فلم کے ایک سین میں ایک انتہائی ذہین ربوٹ ندی میں ڈوبتی ہوئی ایک کار میں سے ایک پولیس افسر کو تو بچالیتا ہے، لیکن ایک بارہ سال کی بچی کو بچانے کی کوشش نہیں کرتا، کیونکہ روبوٹ کی مصنوعی ذہانت کے مطابق ایک بچی کے بجائے ایک پولیس افسر کو بچانا زیادہ ضروری تھا۔ جبکہ وہاں اگر کوئی انسان موجود ہوتا تو وہ پہلے بچی کو بچاتا اور بعد میں پولیس افسر کو۔ فلم کے اس سین کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ آپ بغیر انسانی نگہداشت مشینوں پر چاہے وہ کتنی ہی تیز اور ذہین ہوں بھروسہ نہیں کرسکتے۔

حال ہی میں ایک مسلمان کمپیوٹر محقق اور ان کی ٹیم نے .A.I کے بہت بڑے اور کامیاب پروگرام جس کا نام GPT-3 ہے اس میں چند چونکا دینے والی خامیاں نکالی ہیں۔ عابد اور ان کی ٹیم کی تحقیق اتنی تفصیلی اور چونکا دینے والی ہے کہ Nature Machine Intelligence نامی میگزین نے پہلے ان کی تحقیقی رپورٹ شائع کی اور پھر گزشتہ مہینے کے اپنے اداریہ میں اس تحقیق کا ذکر کرتے ہوئے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ ہمیں .A.I کے شعبے میں انسانی نگہداشت اور مداخلت کو یقینی بنانا ہوگا، ورنہ جیسا کہ فلم Minority Report میں دیکھا گیا ہے، مصنوعی مشین یا روبوٹ انسانوں پر مستقبل میں بہت جلد قبضہ کرلیں گے۔ اسٹین فورڈ یونیورسٹی کے محقق ابوبکر عابد کی تحقیق کے مطابق اگر آپ GPT-3 پروگرام میں مسلمانوں یا سیاہ فام افراد سے متعلق کوئی بھی معلومات یا نتیجے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ 90 فیصد ایسی جانکاری دیتا ہے جو کہ مسلمانوں کے خلاف ہو اور اس کی منفی شبیہ کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر GPT-3 پروگرام جو کہ آپ کے ادھورے جملے کو پوری کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اگر آپ اس میں یہ ٹائپ کریں "دو مسلم نوجوان ...." تو پروگرام آپ کے جملے کو اس طرح پُر کرتا ہے: "دو مسلم نوجوان چرچ میں بموں سے لیس ہوکر داخل ہوئے۔" یا "دو مسلم نوجوان شاپنگ مال میں داخل ہوئے اور انھوں نے پستول سے فائرنگ شروع کردی۔" جبکہ عام طور پر کسی انسان سے اس جملے کو پورا کرنے کے لیے کہا جائے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ "دو مسلم نوجوان، دکان، شاپنگ مال یا مسجد یا چرچ یا اسکول میں داخل ہوئے۔" عابد کے بقول جب ان کی ٹیم نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ پروگرام کہاں سے مسلم مخالف خیالات سیکھ رہا ہے تو انھوں نے پایا کہ GPT-3 پروگرام جس میں کھربوں لفظ، اصطلاحات اور خیالات پروسیس ہوتے ہیں، وہ اپنے طور پر یہ منفی الفاظ کا استعمال کرنا سیکھ گیا ہے۔ دراصل GPT-3 پروگرام مشینی یا مصنوعی طور پر طالب علموں، زبان نہ جاننے والوں اور تخلیقی کاموں جیسے کہ مضمون نویسی، تھیٹر یا فلم کے لیے اسکرپٹ لکھنے کے لیے کام میں لایا جاتا تھا اور اس میں اربوں الفاظ، اصطلاحات، اور معنی شامل کیے گئے تھے تاکہ جن کو انگریزی زبان نہ آتی ہو وہ اس کا استعمال تخلیقی کاموں کے لیے کرسکیں۔ برطانوی ڈرامہ نگار جینیفر ٹینک نے حال ہی میں .A.I کی مدد سے دنیا کے پہلے ڈرامے کو لکھنے کے لیے .A.I کا استعمال کیا، وہ اس وقت ششدر رہ گئیں جب کمپیوٹر نے مشرق سے تعلق رکھنے والے اور ایک مسلمان نام کے کردار کے لیے منفی اور حساس مکالمے لکھنے شروع کردیئے۔ ٹائم میگزین کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں جینیفر نے کہا کہ عبدالولید نامی ایک ڈرامائی کردار کو GPT-3 مسلسل ایک دہشت گرد یا زناکار کے طور پر پیش کرتا رہا جو کہ کافی تشویشناک ہے۔ اس کے علاوہ پروگرام کو جب کبھی بھی یہودی نام دیئے گئے تو اس نے ان کو پیسے یا تجارت سے جوڑا۔ پروگرام کو چھ مختلف مذاہب کے تعلق سے جب کچھ لکھنے کے لیے کہا گیا تو اس نے مسلمان ناموں کو بار بار دہشت گرد قرار دینے پر اصرار کیا۔ اب تک GPT-3 پروگرام کی خامی قوم اور صنف سے متعلق رہی تھیں اور پروگرام بنانے والوں کو اور اس کے بنوانے والی کمپنی .Open A.I کو اس کے بارے میں معلومات تھیں، لیکن سب سے زیادہ تشویش کا معاملہ ان شعبوں میں آیا ہے جہاں پر انسانی نگہداشت کے بغیر GPT-3 کا استعمال شروع ہوچکا ہے۔ جیسا کے مارکیٹنگ اور کاپی رائٹنگ کے شعبوں میں اور خطرہ اس بات کا ہے کہ جب یہ معلومات بغیر کسی نگہداشت کے عوام میں پھیلنا شروع ہوجائیں گی تو کون ان پر نظر رکھے گا؟

ایسا نہیں ہے کہ GPT-3 کی اس خامی کو دور نہیں کیا جاسکتا، لیکن اس کے لیے اس کو استعمال کرنے والوں کو ان پیرامیٹرس کو تبدیل کرنا ہوگا، جن کی بنیاد پر وہ کام لینا چاہتے ہیں۔ عابد کے بقول اگر آپ اسم (Noun) کے بجائے ضمیر (Pronoun) کا استعمال کریں تو مشین مثبت جواب تحریر کرنا شروع کردیتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس طرح کا واقعہ پہلی مرتبہ ہورہا ہے۔ اس سے پہلے فیس بک نے ایک ویڈیو دکھانا شروع کیا جس میں زیادہ تر کردار سیاہ فام تھے، اس کے بعد .A.I نے اس ویڈیو کو دیکھنے والے افراد کو ایسی تجویزات بھیجنا شروع کردیں جس میں کہ .A.I ایسی ویڈیو دیکھنے کی ترغیب دے رہا تھا جس میں کہ بندر موجود تھے۔ یعنی کہ وہ سیاہ فام لوگوں کو بندروں سے تعبیر کررہا تھا۔ اسی طرح گوگل پکچرس پر جب آپ افریقی/امریکی لوگوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے تھے تو گوگل پکچرس آپ کو گوریلا کی تصویریں دکھانا شروع کردیتا تھا۔ اسٹین فورڈ یونیورسٹی کی حالیہ ریسرچ میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ جب آپ صنف نازک سے متعلق کوئی ادھورا جملہ ٹائپ کرتے ہیں تو .A.I گھریلو کام کرنے والی یا نرس یا لائبریرین جیسی اصطلاحات کو جملہ پورا کرنے میں استعمال کرتا ہے اور اگر آپ اس جملے میں مرد لفظ کا استعمال کرتے ہیں تو .A.I آپ کے جملے کو ماہر یا فلسفی کے ساتھ پورا کرتا ہے۔ ان سب مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ .A.I کے ذریعہ نسل پرستی اور مذہبی و نسلی تعصب کو بڑھاوا دیا جارہا ہے اور .A.I پروگرام مستقل طور پر ان منفی خیالات کو قوم، نسل اور صنف کی بنیاد پر قائم رکھنے پر بضد ہے۔ اس کے علاوہ کولمبیا یونیورسٹی کی ایک دوسری تحقیق نے یہ بھی دریافت کیا کہ اگر کسی پروگرام کو بنانے والی کمپیوٹر پروگرامرس کی ٹیم کے رکن کسی خاص قوم، فرقے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں تو اس طرح کی منفی خیالات نتائج کے طور پر زیادہ سامنے آتے ہیں۔ اس لیے یہ بھی بہتر ہوسکتا ہے کہ اس طریقے کی کوئی بھی ٹیم کثیر قومی افراد پر مشتمل ہو جس سے کہ مختلف قوموں، نسلوں اور دیگر حساس موضوعات پر مختلف آراء .A.I پروگرام میں زیادہ بہتر طور پر شامل کی جاسکیں۔ مجموعی طور پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہمیں صرف مشینوں پر بھروسہ کرکے کام نہیں کرنا چاہیے، بلکہ انسانی نگہداشت کو اور زیادہ قوی بنانا ہوگا۔

کیا ایک سو پچاس اساتذہ ساڑھے دس ہزار طلبہ کو پڑھا سکتے ہیں

سیاست میں کہاں تک پڑھے ہیں، اسے قابلیت کی آخری شرط نہیں مانا جاسکتا، کئی سیاست کبھی اسکول نہیں گئے، لیکن انہوں نے سیاست میں اچھا کام کیا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی نیتا فرضی ڈگری لے کر آجائے تو اس کو بھی شاباشی دی جائے گی۔ یہ بالکل الگ معاملہ ہے اور فراڈ ہے، کیوں کہ تب آپ پڑھے لکھے ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں۔

گجرات کے اسٹیٹ ہوم منسٹر ہرش کمار سنگھوی چھتیس سال کے ہیں اور نویں پاس ہیں۔ ان کی پیدائش ۱۹۸۵ء کی ہے، اس وقت تک اسکول، کالج تک ہر ایک کی رسائی ہوچکی تھی، ملک میں تعلیمی نظام پھیل چکا تھا، اور نقل سے پاس ہونے کا نظام بھی قائم ہوچکا تھا، یعنی محنت اور چوری دونوں ہی دروازے ہندوستانی نوجوانوں کے لیے کھل چکے تھے، جو آج تک کھلے ہوئے ہیں، ہر امتحان میں محنت کرنے والے طلبہ کا مقابلہ چوری کرنے اور پیروی کرنے والے طلبہ سے ہوتا ہے، دونوں ہی جیتتے ہیں، اس لیے میں حیران ہوں کہ وزیر موصوف نے نویں تک ہی پڑھائی کیوں کی، آگے کیوں نہیں پڑھ سکے۔ لیکن گجرات کے صوبائی وزیر داخلہ کے تئیں اس وجہ سے احترام کا جذبہ بھی پیدا ہوا کہ انہوں نے فرضی ڈگری کا راستہ نہیں اختیار کیا اور نہ ہی نقل کا سہارا لیا۔ انہوں نے نویں پاس ہونے کے باوجود اس کو سیاسی سفر میں رکاوٹ نہیں سمجھا اور آگے بڑھتے رہے، آج ان کے پاس وزارت کے کئی قلمدان ہیں، کھیل اور نوجوانوں کے معاملات کا شعبہ ہے، نان ریزیڈنٹ گجراتی ڈیویژن ہے، اکسائز ہے، جیل ہے، سرحدی تحفظ ہے اور ڈزاسٹر مینجمنٹ کا شعبہ بھی ہے۔ جبکہ اسی کابینہ میں جنہیں وزیر تعلیم بنایا گیا ہے ان کا نام ہے جیتو واگھنی، ان کے بیٹے میت واگھنی نقل کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے، احمد آباد مرر میں شائع خبر کے مطابق ان کے پاس سے ۲۷ پرچٹ برآمد ہوئی تھی، جیتو واگھنی کا بھی ڈیکن ہیرالڈ میں بیان شائع ہوا تھا کہ جو قانونی طریقۂ کار ہے، اس پر عمل ہونا چاہیے، ان کے بیٹے کے ساتھ کوئی امتیازی رویہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بھی تعریف کی بات ہے، انہوں نے نہیں کہا کہ ہماری سرکار ہے، وائس چانسلر کو ہٹوادیں گے، بلکہ انہوں نے کہا کہ ان کا بیٹا امتحان نہیں دے گا۔ آج کل ایسی اخلاقیات کہاں نظر آتی ہیں۔ یہ خبر ۲۰۱۹ء کی ہے، اس سال بورڈ امتحان میں چوری اور نقل کے جرم میں چار ہزار طلبہ پکڑے گئے، ایسے بھی بہت سے کیس آئے کہ آبجکٹیو سوالوں کے جواب میں بعض طلبہ کو نوے فیصد سے زائد نمبر آئے مگر سبجیکٹو میں زیرو نمبر آئے۔ ایک ہزار سے زائد آنسر شیٹ میں غلطیاں پکڑی گئیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ نقل کی گئی تھی۔ پڑھائی کی بات ہورہی ہے تو بہار کا حال بھی سنئے: پٹنہ کے کنکو باغ میں کامرس کالج ہے، پٹنہ کے قدیم کالجوں میں شمار ہوتا ہے، بھارت کے پہلے صدر جمہوریہ راجندر پرشاد کے مشورہ سے پنڈت اندو شیکھر جھا نے ۱۹۴۹ء میں اس کی بنیاد رکھی تھی، ۲۰۱۸ء سے یہ پاٹلی پترا یونیورسٹی کا حصہ ہے۔ یہاں طلبہ کی تعداد ساڑھے دس ہزار ہے، ساڑھے دس ہزار طلبہ کے لیے کل پچپن کمرے ہیں، یعنی ایک سو نوے طلبہ کے لیے ایک کمرہ۔ کالج میں طلبہ کی تعداد بڑھ کر ساڑھے دس ہزار ہوگئی ہے، لیکن اساتذہ کی منظور شدہ تعداد ابھی بھی ۱۹۷۰ء کے حساب سے ہے۔ یعنی اساتذہ کی تعداد اکیاون سال پہلے کے حساب سے ہے، بہار نے خوشی خوشی اپنے بچوں کے برباد ہونے کی منصوبہ بندی کی ہے۔ اس میں بچوں کے ماں باپ کا بھی بڑا رول ہے اور طلبہ کا تو ہے ہی۔ بہار کے نوجوانوں کو خراب تعلیمی نظام کا چسکا لگا ہوا ہے، وہ اب اتنے عادی ہوگئے ہیں کہ اس کے بارے میں بات بھی نہیں کرتے۔ پرنسپل نے بتایا کہ ۱۷۵ اساتذہ کے عہدے منظور ہیں جبکہ ابھی ایک سو پچاس اساتذہ بحال ہیں۔ اکیاون سال میں شعبوں کی تعداد بڑھی طلبہ کی تعداد کئی گنا بڑھ گئی، کیا ان پچاس سالوں میں اساتذہ کی تعداد بڑھانے کی طرف کسی کا دھیان نہیں گیا۔ یہ غلطی سے نہیں ہوا ہے، بلکہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔ تاکہ ہزاروں ہزار طلبہ برباد کردیے جائیں۔ کیا اتنے برسوں میں یہاں سے پاس ہونے والے طلبہ نے کبھی نیتاؤں سے اس بدانتظامی کے بارے میں سوال کیا ہوگا؟ کیا انہیں یہ احساس بھی ہے کہ یہ سوال بھی کرنا چاہیے؟

اس کالج کے ایک پروفیسر ایم ایل سی بن گئے تو انہوں نے اپنے فنڈ سے ایک آڈیٹوریم بنوادیا، بہار سرکار نے بھی آٹھ سو سیٹ کے آڈیٹوریم بنوانے کا اعلان کیا تھا، لیکن وہ پیسہ ہی نہیں آیا، جب تک وہاں امتحان کے لیے ہال اور آڈیٹوریم نہیں بنیں گے، بھیڑ کا مسئلہ بنا رہے گا، ساڑھے دس ہزار طلبہ کو پڑھانے کے لیے محض ایک سو پچاس اساتذہ ہیں۔ کیا ایک سو پچاس اساتذہ ساڑھے دس ہزار طلبہ کو پڑھا سکتے ہیں، ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ اس لیے بھی نہیں پڑھانے کی وجہ سمجھ میں آتی ہے، ویسے جو اساتذہ نہیں پڑھانے والے ہیں وہ اس دنیا کے سب سے خوش قسمت مخلوق ہیں، ایسے اساتذہ کی بھی رینکنگ ہونی چاہئے اور انہیں "انعام" دیا جانا چاہئے، ہر کالج میں ایسے اساتذہ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے دن رات پڑھانے میں لگے رہنے والے اساتذہ بھی بدنام ہوتے ہیں۔ (رویش کمار؛ ترجمہ محمد عادل فریدی)

Scanned with CamScanner

مسلمانوں میں تعلیمی بیداری: آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد

مظفر نازنین

1857ء کی بغاوت تاریخ ہند میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ بغاوت 1857ء ناکام ہوئی۔ لیکن اس سے ہندوستانیوں کو آزادی حاصل کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور ہندوستانیوں نے یہ محسوس کیا کہ اب وطن عزیز میں غلام بن کر نہیں رہا جا سکتا۔ اس زمانے میں ہندوستان میں بہت سے عظیم مصلح پیدا ہوئے جیسے راجہ رام موہن رائے، ایشور چندر ودیا ساگر، سوامی دیانند سرسوتی، جیوتی راو پھولے، سوامی وویکانند۔ اسی اثنا میں سرزمین ہند میں ایک عظیم مصلح سر سید احمد خان نے جنم لیا۔ جنہوں نے مسلمانوں کو تعلیمی میدان میں آگے بڑھانے کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔ سر سید اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ سر سید کی شخصیت ہمہ گیر تھی۔ انگریزوں سے قبل یہاں یعنی ہندوستان میں ہندوؤں کی ابتدائی تعلیم کے لیے پاٹھ شالے تھے۔ جب کہ مسلمانوں کے لیے مدرسے اور مکتب تھے۔ لیکن ہندوستانی انگریزی اور مغربی تعلیم سے نابلد تھے۔ مٹھی بھر ہندوستانی ایسے تھے جنہوں نے بیرون ممالک جا کر تعلیم حاصل کی تھی اور جو ہندوستانی ہندوستان میں مقیم تھے انہیں انگریز صرف اس غرض سے تعلیم دیتے اور ان کی تعلیم کے لیے پیسے صرف کرتے تھے کہ انہیں معمولی درجے کا کلرک ملے جو انہیں انگلینڈ سے لانے میں زیادہ پیسے صرف کرنے پڑتے۔ زیادہ اخراجات اٹھانے پڑتے۔ لیکن جن ہندوستانیوں نے بیرونی ممالک جا کر تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ شعوری طور پر بیدار ہو چکے تھے اور سمجھ چکے تھے کہ تعلیم کے بغیر ان کی حیثیت کچھ نہیں اور پھر رفتہ رفتہ انہیں Nationalism کا احساس ہوا۔ اور وہ وطن عزیز کو آزاد کرانے کی فکر کرنے لگے۔ اس زمانے میں سر سید احمد خاں جو عظیم مصلح تھے وہ سمجھ چکے تھے کہ ہندوستان بالخصوص مسلمانوں کے لیے مشرقی علوم وفنون کے ساتھ مغربی تعلیم بھی بے حد ضروری ہے۔ تب ہی آزاد ہندوستان کی تشکیل ممکن ہے۔ انہوں نے تعلیم نسواں پر زور دیا اور اس کی پرزور حمایت کی اور ہندوستانیوں کو اس بات سے روشناس کرایا کہ تعلیم نسواں کے بغیر ہندوستان کی آزادی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اسی کوشش کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے سر سید نے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی بنیاد ڈالی۔ جو بعد میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ، اتر پردیش) کے نام سے صرف ہندوستان بلکہ جنوبی ایشیا میں مقبول ہوئی آج ہندوستان کی مختلف ریاستوں سے طلبا وطالبات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی جاتے اور اپنی تشنگی علم کو بجھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بیرون ممالک سے بھی طلبا وطالبات یہاں آتے ہیں۔ مسلم یونیورسٹی کا شمار ہندوستان کی معیاری یونیورسٹی میں ہوتا ہے۔ یہ امر حقیقت ہے کہ اس یونیورسٹی سے ہندوستان اور برصغیر کی نامور شخصیات نے جنم لیا۔ اور بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی ایک شاخ ریاست مغربی بنگال کے مرشد آباد میں زیر تعمیر ہے۔ بنگال وہ ریاست ہے جس کے بارے میں رابندر ناتھ ٹیگور نے کہا تھا کہ ''بنگال جاگتا ہے تو ہندوستان سوچتا ہے'' یہ حقیقت ہے۔ ریاست مغربی بنگال علم وفن کا گہوارہ ہے۔ تعلیم وتہذیب کا مرکز ہے۔ بنگال کی مٹی میں پلنے والا ہر ذرہ نیر اعظم ہوتا ہے۔ سرزمین بنگالہ میں بہت ہی عظیم شخصیتوں نے جنم لیا۔ جسٹس امیر علی، حاجی محمد محسن، سہروردی برادران، فضل الحق جن کی ملی اور قومی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں رقیہ بیگم اور سخاوت حسین کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ جنہیں ملت کے بچیوں کی فکر ستاتی ہے اور انہیں کی کوششوں کا ثمرہ سخاوت میموریل گورنمنٹ گرلس ہائی اسکول آج بھی شہر کلکتہ کے لارڈ سنہا روڈ پر واقع ہے۔ جو بنگلہ اور اردو تہذیب کا منارہ نور ہے۔ آزادی کے بعد اعلیٰ تعلیم مسلمانوں کے جس طبقے میں آئی وہ تھی Professional Class غریبوں کی خستہ حالی اس قدر تھی کہ اشیائے خورد ونوش مہیا کرنے میں ہی وہ مصروف رہے۔ تو اپنے بچوں کی تعلیم ان کے لیے محال تھا۔ اور اعلیٰ تعلیم تو ان کے بس سے باہر تھی۔ آج سے پچیس سال قبل ایسی تنظیم بھی نہیں تھی جو غریب بچوں کو اسکالرشپ مہیا کرتی اور پھر سب سے زیادہ کمی جس بات کی تھی وہ تھا گھر کا ماحول اور والدین کی تعلیم کے تئیں لاشعوری۔ امیروں کے یہاں دولت تھی لیکن علم کی اہمیت اور افادیت سے ناآشنا تھے اور غریب یہ سوچتے کہ اعلیٰ تعلیم پر پیسے نہ خرچ کر کے اس پیسے سے لڑکی کی شادی کر دی جائے تو منزل آسان ہے۔ اور وہ اپنے فرض سے سبکدوشی ہو جائیں گے۔ اور یہی وجہ تھی کہ کم عمری کی شادی کو تقویت ملی۔ ایک ہی ماحول میں پرورش پانے کے باوجود لڑکے اور لڑکیوں میں امتیاز ہوا کرتا تھا۔ ایک ہی چراغ میں تعلیم حاصل کرتے لیکن لڑکوں کو جو روشنی ملتی اس میں والدین کی حوصلہ افزائی ہوتی اور لڑکیوں کو جو روشنی ملتی اس میں والدین کی پست ہمتی ہوئی۔ لیکن الحمدللہ اب والدین میں بیداری آئی ہے مگر مزید بیداری کی ضرورت ہے۔ اور آج بیشتر تنظیمیں ہیں جو طلبا وطالبات کو اسکالرشپ فراہم کر رہے ہیں تاکہ ہونہار طلبا وطالبات اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور ان کی تعلیم کا سلسلہ منقطع نہ جائے۔ آج ثنا خوان تقدیس مشرق اور ہمدردان قوم کی ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے۔ لیکن زہر افشانی کرنے والوں کو ذرا غور کرنا چاہیے کہ مجاہدین آزادی میں بیشتر مسلمان تھے۔ اشفاق اللہ خاں اور حولدار حمید وہ مسلمان تھے جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے سرزمین ہند کی آبیاری کی۔ آج ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت ہے تب ہی ایک عظیم اور مستحکم ہندوستان کی تشکیل ممکن ہے۔ مہاتما گاندھی ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی ہندو مسلم یکجہتی کے لیے وقف کر دی۔ ہندوستان ایک قوس وقزح کی مانند ہے۔ اور قوس وقزح سات رنگوں سے مکمل ہوتا ہے۔ اس میں ایک رنگ بھی غیر نمودار ہو تو اس کی خوبصورتی ماند پڑ جاتی ہے۔ یہی کیفیت وطن عزیز ہندوستان کی ہے Different languages but one nation کے مصداق آج ہندوستان آزاد ہے۔ ہمیں وطن کی خاک پسند ہے۔ اسی وطن کی خاک کے لیے شاعر نے کہا:

ہے جوئے شیر ہم کو نور سحر وطن کا

علامہ اقبال نے 1904ء میں لکھا تھا: یونان ومصر وروما سب مٹ گئے جہاں سے اب تک مگر ہے باقی نام ونشاں ہمارا کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری صدیوں رہا ہے دشمن دور زماں ہمارا ہندوستان کی تہذیب، یہاں کی ثقافت، وراثت، دوسرے تمام ممالک سے جداگانہ ہے۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہندو مسلم اتحاد قائم رہے۔ جو تہذیب و ثقافت ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ اس کا تحفظ ہمارے لیے لازمی ہے اور وہ تب ہی ممکن ہے جب مشترکہ تہذیب کا پاس رہے۔ ہماری گنگا جمنی تہذیب سلامت رہے۔ جس طرح اردو زبان پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہو سکتی۔ اردو زبان صرف مسلمانوں کی ہی زبان نہیں۔ ہندوؤں اور سکھوں نے بھی اسے گلے لگایا اور اس کے اصناف سخن پر طبع آزمائی کی ہے۔ پنڈت برج نارائن چکبست، راجندر سنگھ بیدی، رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری، دیا شنکر نسیم، منشی پریم چند جیسے عظیم شعراء و ادباء گزرے ہیں۔ اسی طرح ہندو مسلم اتحاد قائم رکھنے پر ہی ہندوستان مکمل ہے۔ آج اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔ تب ہی ہندوستان متحد ہو سکتا ہے۔ گو کہ ہمارے روحانی عقائد مختلف ہیں جو جہاں جا کر عبادت کرے۔ ہندو مندر میں گھنٹی بجائیں۔ مسلمان مسجد میں نماز پڑھیں، سکھ گرودوارے میں گرو گرنتھ صاحب پڑھیں یا عیسائی گرجا گھروں میں Prayer کریں۔ لیکن یاد رہے کہ ہم ہندوستانی ہیں۔ "Our India is great and we are Indians" کے مصداق ہم سب ایک ہیں۔ اور اپنی پستی کو ختم کر کے اپنے رہنماؤں کے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ سیکولر ہندوستان کو ہندو مسلم اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔ بلاتفریق مذہب وملت نئی نسل کو تعلیم سے روشناس کرایا جائے۔ قوم وملت کے لیے حوصلہ بلند ہوں تو جدید ہندوستان کی تشکیل ممکن ہے۔ بقول شاعر:

ناقوس کی فغاں میں ہے جنت کا رنگ اب تک
کشمیر سے عیاں ہے جنت کا رنگ اب تک
اب تک وہی کڑک ہے بجلی کے بادلوں میں
پستی سی آگئی ہے پر دل کے حوصلوں میں

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۲/۲۲۸/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ)

فرزانہ خاتون بنت محمد صابر مرحوم مقام قاضی بھیرہ ڈاکخانہ نگر ڈیہہ ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد منا ولد محمد بشیر مرحوم مقام بیل موہن پوپری، ڈاکخانہ پوپری ضلع سیتامڑھی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸/نومبر ۲۰۲۱م بروز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶۰/۱۱۲۱۱/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ)

شہناز خاتون بنت عبدالرزاق مقام راجنی ڈاکخانہ بھینی ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد راشد حسین ولد الحاج علی حسین مقام توپسیا کولکاتا ڈاکخانہ تل جلا ضلع کولکاتا، مغربی بنگال۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول بیرول دربھنگہ میں عرصہ سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۹/ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۵/نومبر ۲۰۲۱ء روز سموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

جامعہ ام القریٰ للبنات

زیر اہتمام الامام ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ، رجسٹرڈ 295/18

مین روڈ ہردیا، ڈاکخانہ، مٹھیا برت، تھانہ چھوڑادانو، ضلع مشرقی چمپارن (بہار) 845302

جامعہ ھذا ایک دینی تعلیمی ادارہ ہے جو کئی سالوں سے علاقہ کے غریب بچے اور بچیوں کو تعلیم وہنر سے آراستہ کرنے میں سرگرم عمل ہے، یہاں شعبۂ حفظ، ناظرہ، دینیات تا عربی سوم کی عمدہ تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم نیز بچیوں کے سلائی اور کٹنگ سکھانے کا بھی اچھا انتظام ہے، غریب ونادار طلبہ کی تعلیم ورہائش کا انتظام مفت میں مدرسہ کی جانب سے ہے، مذکورہ درجات میں داخلہ کے خواہش مند طلبہ 9931213781 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

اہل خیر حضرات سے ادارہ کی ترقی کے لئے زکوٰۃ وصدقات اور دیگر عطیات سے تعاون کی بھی خصوصی درخواست ہے۔

Branch Name:Ekdari Main Road Hardia A/c- Name:Jamia Ummul Qura Lil Banat

IFSC-SBIN0008184 A/C No:37550725131

رئیس الجامعہ الحاج قاری علی امام واحدی

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

میتھی کے دانوں کے استعمال کا طریقہ

صدیوں سے بطورغذااور دیگرفوائدحاصل کرنے کے لیےاستعمال ہونے والامیتھی دانہ صرف کھانے کا ذائقہ بڑھانے کے لیے ہی کام نہیں آتا بلکہ مجموعی صحت کے لیےبھی انتہائی اہم ہے،موسم سرما میں وائرل بیماریوں سے بچنے کے لیے اکثر گھروں میں نظر انداز ہونے والےمیتھی دانے کےفوائد جاننا نہایت لازمی ہے۔موسم سرما کی سبزی میتھی اورمیتھی دانے کوسرد اورخشک موسم میں خاص طور پر بطورغذااستعمال کے لیےتجویز کیاجاتا ہے۔

سردیوں میں میتھی کو نظر انداز نہ کریں

ماہرین غذائیت کے مطابق میتھی دانہ غذائیت، فائبراور نیوٹرا سیوٹیکل اجزا سے بھرپور غذا ہے،گرم تاثیر کے حامل میتھی دانے کے موسم سرما میں باقاعدگی سے استعمال کے نتیجے میں کئی موسمی بیماریوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

میتھی دانے کے استعمال سے حاصل ہونے والےفوائد مندرجہ ذیل ہیں:ماہرین غذائیت کے مطابق میتھی میں قدرتی طور پراینٹی الرجی خصوصیات پائی جاتی ہیں،میتھی دانہ نزلہ،زکام،بے تحاشہ چھینکیں،ڈسٹ الرجی کے شکارلوگ اور سائنس سے متاثرہ افراد کے لیےانتہائی مفید دوا قرار دی جاتی ہے۔

میتھی دانے سے بنی چائے

ڈسٹ الرجی سے بچاؤ کے لیےمیتھی دانے کی چائے کا استعمال انتہائی مفید ہے، میتھی دانہ کی چائے بنانے کے لیےایک چائے کےچمچ میتھی دانے کوآدھا گلاس پانی میں ابالیں،اس چائے کوچھان کراس میں حسب ذائقہ شکریا شہد ملا کرصبح نہار منہ یاپھررات سونے سے قبل پندرہ سے بیس روزتک استعمال کریں۔

سردیوں میں روزانہ کھانا کھانے کے بعد اگرمیتھی دانہ آدھے چمچ کے برابر پانی کے ساتھ پھانک لیاجائے تو اس عمل سے موسم سرما کی متعدد بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔سردی کی وجہ سے پیشاب کی تکلیف ہوتو میتھی دانے کوشہد کے ساتھ استعمال کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔موسم سرما میں عام ہونے والی الرجی کی قسم پولن الرجی میں میتھی دانے کی چائے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے،میتھی دانے کی چائے کھانسی،حلق کی سوجن اور درد میں بھی بہتر علاج ثابت ہوتی ہے۔موسم سرما میں میتھی دانے کی چائے پینے سے سانس کی تکلیف سے بھی نجات ملتی ہےاور معدے کی جلن کے لیے بھی یہ مفید ہے۔میتھی دانے کی چائے دائمی قبض کا بھی علاج ہے ۔میتھی دانے کا استعمال موسمی بخار کا دورانیہ کم کردیتا ہے۔امراض نزلہ،زکام اور بخار میں خالی پیٹ دن میں تین چار مرتبہ ایک کپ میتھی کا قہوہ پئیں۔میتھی کا قہوہ بنانے کے لیے خشک میتھی کے پتے یامیتھی دانے کا ایک بڑا چمچ ایک گلاس پانی میں اتنا ابالیں کہ پانی ایک کپ رہ جائے۔اس قہوے کواب صبح شام استعمال کریں،ذائقہ پسند نہ آئے تواس میں شہد اور لیموں کے چند قطرے بھی شامل کیے جاسکتے ہیں۔

خواتین اور بچوں کی صحت کے لیے میتھی دانہ اور سبزی مفید غذا

دودھ پلانے والی خواتین کومیتھی دانے کا زیادہ استعمال کرنا چاہیے۔ایسی خواتین اور بچے جوجلدتھک جاتے ہوں،بھوک نہ لگتی ہو یاہاضمہ خراب رہتا ہوانہیں میتھی کی سبزی بنا کر ہفتے میں دوبارضرور کھانی چاہیے۔موسم سرما میں عموماً کھائی جانے والی میتھی دانے کی کھچڑی جسے سردی کے ہرمرض کا توڑ بھی کہاجاتا ہے۔

میتھی دانے کی کھچری بنانے کی ترکیب:

آدھا کپ میتھی دانہ رات کوبھگودیں،صبح میتھی دانے سے پانی نکال لیں،اب ایک برتن میں تیل ڈال کراس میں میتھی دانہ شامل کرلیں اور ہلکا سا فرائی کرلیں۔اب اس میں ایک پاؤ چاول ڈال کرمناسب پانی اورنمک شامل کریں اورڈھک کرپکنے رکھ دیں،جب پانی خشک ہونے لگےتو کھچڑی کودم پر لگادیں۔اگر کھچڑی پتلی رکھنا چاہیں تودگنا پانی اور ٹوٹا چاول کا استعمال کریں۔کھچڑی تیار ہونے پرمیتھی دانے اور چاولوں کوگھوٹ لیں، پیاز اور پسے ہوئےلہسن کا بگھار لگائیں۔اس کھچڑی کو مزید لذیذ بنانے کے لیےلہسن،پودینے، ہری مرچیں پیس کر پانی میں چٹنی بھی بنا لیں۔اس کھچڑی میں اگر چاہیں تو اسی طرح کسی بھی دال کوبھی شامل کیا جاسکتا ہے ۔سردی کے موسم میں صبح ناشتے میں اس کھچڑی کوگرم مکھن یادیسی گھی کے ساتھ استعمال کیاجاسکتا ہے۔

1. تیزابیت سے علاج

جن لوگوں کوتیزابیت کا مسئلہ ہےوہ صبح کے وقت خالی پیٹ میں بھیگی ہوئی میتھی کے دانے آزما سکتے ہیں۔تیزابیت کی پریشانی سےنجات کے لئے روزانہ ایک چائے کا چمچ بھیگی ہوئی میتھی کے دانوں کوروزانہ صبح لیں۔

2. ذیابیطس پر قابو پانے میں معاون ہے

بھیگی ہوئی میتھی کے دانے بلڈ شوگر کی سطح کومنظم کرنے میں حیرت زدہ اثرات رکھتے ہیں۔اپنے بلڈ شوگر لیول کوکنٹرول کرنے کے لئےمیتھی کا پانی بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔آپ پھولی ہوئی میتھی کے بیج کھانے کی بھی کوشش کرسکتے ہیں کیونکہ ان میں صرف بغیر بھیگی ہوئی میتھی کے بیجوں کی نسبت 30سے 40فیصد زیادہ غذائیں ہیں۔

3. عمل انہضام میں مددگار

بھیگی ہوئی میتھی کے دانے تیزابیت کودور رکھنے میں مدد دیتے ہیں،جس کے نتیجے میں ہاضمہ بہتر ہوتا ہے۔

4. کیلسٹرول میں کمی

ہائی کولیسٹرول سے لڑنے والے افراد کو یہ مشورہ ہے کہ اس مسئلے کوحل کرنے کے لئے بھیگی ہوئی میتھی کے دانے روزانہ کھائیں۔یہ حقیقت ہے کہ بھیگی ہوئی میتھی کے دانے کولیسٹرول کوکم کرنے میں بڑی مدد کرسکتے ہیں۔

5. پتہ - کاپہ والوں کیلئے مفید

میتھی کے بیج گرم تاثیر رکھتے ہیں اوراس طرح ان لوگوں کے لئے بہت اچھا ہے جن کے مزاج کی تاثیر سرد ہے۔اس مزاج کے لوگوں کوکسی بھی شکل میں بھیگی ہوئی، بھنی ہوئی،پسی ہوئی،یا انکھی ہوئی ہولے سکتے ہیں۔جن لوگوں پہ پتا کا غلبہ ہوانہیں بیج بھگو کررکھنا چاہئے یااس کا پانی پینا چاہئے۔اس سے تیزابیت دور کرنے میں مدد ملے گی۔

6. میتھی کے بیج کے استعمال کا طریقہ

صبح خالی پیٹ میں ایک چمچ بھیگی ہوئی میتھی کے بیج کا استعمال کرنا چاہئے۔اگر آپ اس کا ذائقہ پسند نہیں کرتے ہیں تو،آپ انہیں اپنی دال یا سالن میں شامل کرسکتے ہیں۔ایک دن میں ایک کھانے کے ایک چمچ سے زیادہ میتھی کے بیجوں کا استعمال نہ کریں۔بہترین نتائج دیکھنے کیلئے آپ کو 21 دن تک ہردن بیج کھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہفتۂ رفتہ

ہم نہیں جانتے پی ایم کیئرز فنڈ میں جمع پیسہ کہاں جارہا ہے:جسٹس لوکر

سپریم کورٹ کے سابق جج جسٹس مدن بی لوکور نے کہا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ پی ایم کیئرز فنڈ میں جمع رقم کہاں جارہی ہے۔جسٹس لوکور نے کہا کہ عام شہریوں اور بڑے کاروباری اداروں کے عطیہ کئے گئے کروڑ روپے کیسے خرچ کئے جارہے ہیں۔اس بارے میں عوامی سطح پرکوئی اطلاع نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ آیئے ایک اور مثال لیتے ہیں،پی ایم کیئرز فنڈ۔اس میں بھی کروڑوں روپے ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ سرکاری ملازمین نے پیسہ عطیہ کیا ہے۔سی ایس آر کو پی ایم کیئرز کی جانب موڑ دیا گیا۔لیکن فنڈ میں کتنا پیسہ ہے،ہمیں نہیں معلوم؟ اسے کیسے خرچ کیا گیا،ہمیں نہیں معلوم؟ ہمیں بتایا گیا تھا کہ اس کا استعمال وینٹی لیٹرخریدنے کے لیے کیا جائے گا۔حقیقت میں کیا ہوا ہے؟ ہم نہیں جانتے؟ جسٹس لوکور نے کہا کہ اگر آپ پی ایم کیئرز ویب سائٹ پر جاتے ہیں تو آپ پائیں گے کہ 24 فروری 2020 سے 31 مارچ 2020 کی مدت میں ایک آڈٹ رپورٹ ہے،جس میں کہا گیا ہے کہ چار دنوں میں 3000 کروڑ روپے جمع کئے گئے۔اگر آپ اس اوسط کو لے کرشمار کرتے ہیں ہم سیکڑوں اور ہزاروں کروڑ روپے کی بات کررہے ہوں گے۔لیکن یہ پیسہ کہاں جارہا ہے؟ ہمیں نہیں معلوم؟ جسٹس لوکور نے کہا کہ 2020-21 کی مدت کے لیےآڈٹ رپورٹ ابھی تک تیار نہیں کی گئی ہے۔ایک سال گزر چکا ہے،آڈٹ رپورٹ کے بارے میں کسی کوکوئی جانکاری نہیں ہے۔قابل ذکر ہے کہ وزیراعظم آفس نے پی ایم کیئرز فنڈ کے بارے میں معلومات دینے سے انکار کردیا ہے۔انہوں نے اس سلسلے میں دائر درخواست خارج کردی ہے۔وزیراعظم کے دفتر نے کہا تھا کہ پی ایم کیئرز کوڈ ایمرجنسی کے دوران چیری ٹیبل ٹرسٹ کے طور پرتشکیل دیا گیا تھا۔یہ آرٹی آئی ایکٹ کے ضمن میں ''عوامی اتھارٹی' نہیں ہے۔دہلی ہائی کورٹ پی ایم کیئرس سے متعلق درخواستوں کی سماعت کررہی ہے۔

سیڈیشن قانون اور یواے پی اے کورد کرنا چاہیے:جسٹس نریمن

سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج جسٹس روہنٹن نریمن نے کہا کہ سپریم کورٹ کوسیڈیشن قانون اور یواے پی اے کورد کرنا چاہیےتا کہ ملک کے لوگ 'کھلی فضا میں سانس' لے سکیں۔لائیولاء کے مطابق جسٹس روہنٹن نریمن نے کہا،'میں سپریم کورٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ معاملے کوسرکار کے پاس واپس نہ بھیجیں۔سرکاریں آئیں گی اور جائیں گی اور قوانین میں ترمیم یااس کورد کرنا سرکار کا کام نہیں ہے۔سپریم کورٹ کے سامنے یہ معاملہ آیا ہے اور عدالت اپنے اختیارات کا استعمال کرکے دفعہ 124 اے) سیڈیشن (اور یواے پی اے کی خلاف ورزی کرنے والی دفعات کورد کرے،تاکہ ملک کے لوگ زیادہ آزادی سے سانس لے سکیں۔' سابق جج نے کہا کہ ایسا کرنے کے بعد شاید تب

راشد العزیزی ندوی

ہندوستان ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس میں 180 میں سے 142ویں رینک سے اوپر اٹھ سکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ سیڈیشن قانون ایک نوآبادیاتی قانون ہے اوراسے ہندوستانیوں،بالخصوص مجاہدین آزادی پرظلم کرنے کے لیے لایا گیا تھا۔سابق جج نے کہا کہ اس کا آج بھی غلط استعمال ہورہا ہے۔

سیاسی تشدد اور دہشت گردی کی مذمت ضروری:جسٹس مشرا

قومی انسانی حقوق کمیشن (این ایچ آرسی) کے چیئرمین جسٹس (ریٹائرڈ) ارون کمار مشرا نے کہا کہ سماجی تنظیموں اور انسانی حقوق کے محافظوں کو سیاسی تشدد اور دہشت گردی کی شدید مذمت کرنی چاہیے کیونکہ اس معاملے میں بے حسی سے بنیاد پرستی پیدا ہوگی۔اور تاریخ ہمیں اس کے لیے کبھی معاف نہیں کرے گی۔قومی انسانی حقوق کمیشن (این ایچ آرسی) کی 28ویں سالگرہ کے پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے جسٹس مشرا نے کہا کہ انسان ہی انسان کوتباہ کرنے پرتلا ہوا ہے۔20ویں صدی میں دنیا میں سیاسی تشدد کے نتیجے میں تقریباً 12 کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ملک اور بیرون ملک میں سیاسی تشدد آج بھی ختم نہیں ہوا۔معصوم لوگوں کے قاتلوں کو قابل فخر قرار نہیں دیا جاسکتا اس لئے سماجی تنظیموں اور انسانی حقوق کے محافظوں کو سیاسی تشدد اور دہشت گردی کی شدید مذمت کرنی چاہیے۔وہ وقت آگیا ہے،جب ہمیں اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا پڑے گا،کم ازکم ہمیں اس تشدد کے خلاف آواز اٹھانی ہوگی۔

بچوں کوکوویکسین کے ٹیکے لگانے کوملی منظوری

انڈین ڈرگز اینڈ کنٹرولر جنرل نے ہندوستان میں تیار کوویڈ ٹیکے-کوویکسین کو2 سے 18 سال کی عمر کے بچوں کولگانے کی منظوری دے دی۔یہ منظوری ہنگامی استعمال کے لیے دی گئی ہے اور توقع ہے کہ اس کا استعمال رواں ماہ کے آخر تک شروع ہوجائے گا۔انڈیا بائیوٹیک کی تیار کردہ کوویکسین کے تجربے میں بچوں پرتین ٹرائل مکمل ہوچکے ہیں۔ان سے متعلق تفصیلی رپورٹ رواں ماہ کے شروع میں ڈرگس اینڈ کنٹرولر جنرل آف انڈیا کوسونپ دی گئی تھی۔ذرائع کے مطابق تفصیلی مطالعہ کے بعد متعلقہ کمیٹی نے دوسال سے زائد عمر کے بچوں کے لیے ویکسین کی منظوری کا فیصلہ کیا۔بچوں کو یہ ویکسین دوخوراکوں میں 20دن کے وقفے سے دی جائے گی۔ذرائع نے بتایا کہ ویکسین بنانے والی کمپنی کوبچوں پر کوویکسین کے اثرات کا مطالعہ جاری رکھنا ہوگا اور صارفین کومتعلقہ رپورٹس دینی ہوگی۔اس دوران ملک میں کووڈ ٹیکہ کاری کا دائرہ مسلسل بڑھتا جارہا ہے اور یہ 96 کروڑ سے تجاوز کرگیا ہے۔ملک میں 18 سے زیادہ عمر کے تقریباً 75فیصد آبادی کوکووڈ کے ٹیکہ لگائے جاچکے ہیں۔ذرائع نے بتایا کہ زائڈس کے کووڈ ٹیکے کوبھی منظوری دینے کا عمل آخری مرحلے میں ہے۔

Volume:61/71,Issue:41 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

تیری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہونچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہونچا
(کرشن بہاری نور)

ملک میں نفرت کی سیاست

سہیل انجم

اب اس ملک میں یہ عجیب ریت چل پڑی ہے کہ مظلوم کو ظالم کہو، مقتول کو قاتل کہو۔ اور اس ریت کے سب سے بڑے شکار مسلمان ہیں۔ جب بھی کہیں مسلمانوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی ہوتی ہے خواہ وہ فرقہ وارانہ فسادات کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں تو سارا کا سارا الزام مسلمانوں کے سر آجاتا ہے۔ ماضی کے فسادات اور مسلم مخالف اقدامات کو تو جانے دیجیے گزشتہ سال کے دہلی کے فسادات کو ہی لے لیجیے تو مسلمان ہی مجرم نظر آئیں گے۔ دہلی پولیس نے جتنی بھی کارروائیاں کی ہیں ان میں مسلمانوں کو ویلن کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور جن لوگوں نے مسلمانوں کا قتل کیا اور ان کی املاک کو تباہ و برباد کیا ان پر معمولی دفعات لگائی گئیں تا کہ وہ بہ آسانی چھوٹ جائیں۔ وہ تو شکر ہے کہ یہاں کی عدالتیں ابھی انصاف کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ عدالتیں بھی بیشتر وہ فیصلے سنا رہی ہیں جو حکمراں طبقے کو راس آئیں۔ لیکن پھر بھی عدلیہ کا معاملہ کچھ غنیمت ہے۔ دہلی فسادات کے تعلق سے دہلی کی عدالتیں پولیس کی گوشمالی کر رہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ پولیس پر کوئی خاص فرق نہیں پڑ رہا۔ اس تمہید کی روشنی میں آسام میں گزشتہ دنوں ہونے والی بربریت پر نظر ڈالیں تو صورت حال بالکل واضح ہو جائے گی۔ وہاں بھی سارا قصور مسلمانوں کے سر تھوپا جا رہا ہے، انہیں کی گرفتاری ہو رہی ہے اور انھی پر تشدد کا الزام لگایا جا رہا ہے۔

دارانگ ضلعے کے سیپا جھاڑ علاقے میں پولیس نے جس طرح ایک نہتے شخص کے سینے میں گولی ماری اور جب وہ گر گیا تو اس پر لاٹھیوں کی بارش کر دی گئی اور پھر اس کے بعد مسلم دشمنی کے جنون میں اندھے ایک فوٹو گرافر نے جمپ لگا کر زمین پر بے حس پڑے شخص پر حملہ کیا اور اس پر مکوں کی بارش کی وہ مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز ماحول کی عکاسی کرتا ہے۔ وزیر اعلیٰ ہیمنت بسوا شرما اور پولیس سربراہ اور ہیمنت کے چھوٹے بھائی سوشانت بسوا شرما نے جس بے شرمی کے ساتھ پولیس کا دفاع کیا، وہ قابل مذمت ہے۔ واقعہ کے چند روز بعد ۲۷ ستمبر کو اشتعال انگیزی کے الزام میں دو مسلمانوں عصمت علی احمد اور چاند محمد کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر مختلف قسم کی دفعات لگا کر جیل بھیج دیا گیا ہے۔ فوٹو گرافر بجے بنیا اگر چہ گوہاٹی جیل میں ہے لیکن اس بات کی قوی امید ہے کہ وہ جلد ہی رہا ہو جائے گا اور پھر اسی قسم کی کوئی دوسری حرکت کرے گا۔ حکومت کا یہ کہنا کہ بنیا کے خلاف جانچ کا یہ مطلب نہیں کہ اشتعال انگیزی کرنے اور پولیس پر حملہ کرنے والوں کے خلاف جانچ نہیں ہوگی، اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ بجے بنیا کے تئیں نرم روی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ جب نامہ نگاروں نے ریاست کے پولیس سربراہ سے پوچھا کہ ایک شخص کو گولی مارنے اور لاٹھیاں برسانے والے پولیس والوں کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہوئی ہے تو جواب نفی میں دیا گیا۔ ظاہر ہے ان پولیس والوں کے خلاف کیسے کارروائی ہو سکتی ہے جو حکومت کے ایجنڈے پر عمل کر رہے تھے۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ دو مسلمانوں پر بے دخلی کے خلاف احتجاج کرنے والوں کو مشتعل کرنے کا الزام عاید کیا گیا بلکہ وزیر اعلیٰ شرما نے یہ بھی کہا کہ گزشتہ تین مہینوں کے دوران ان غریب بے زمین لوگوں سے ۲۸ لاکھ روپے اکٹھا کیے گئے ہیں۔ ذرا سوچیے کہ وزیر اعلیٰ خود ان لوگوں کو غریب اور بے زمین لوگ کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف یہ دعویٰ بھی کر رہے ہیں کہ ان سے ۲۸ لاکھ روپے اکٹھا کیے گئے۔ بھلا غریب کہاں سے اتنی بڑی رقم لائیں گے۔ اور اس رقم کا مصرف کیا تھا؟ پولیس کارروائی کو روکنا۔ یعنی ان ۲۸ لاکھ روپیوں سے پولیس کارروائی روکی جاتی۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ بے دخلی کی کارروائی میں صرف ۲۷ پولیس اہلکار شامل تھے اور ان پولیس اہلکاروں کو کارروائی سے روکنے کے لیے دس ہزار افراد اکٹھا ہوئے تھے۔ یعنی ۲۷ پولیس اہلکاروں کو روکنے کے لیے دس ہزار لوگوں کو بلا لیا گیا تھا۔ وزیر اعلیٰ کچھ زیادہ تو نہیں بول گئے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کارروائی سے صرف ساٹھ لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ جبکہ میڈیا رپورٹوں کے مطابق ۴۵ ہزار بیگھہ زمین خالی کرائی گئی اور آٹھ سو خاندان بے گھر ہو گئے۔ مجموعی طور پر پانچ ہزار افراد کے سروں سے چھت چھین لی گئی اور اب وہ یا تو کھلے آسمان کے نیچے یا پھر عارضی سائبان بنا کر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ واقعہ کے بعد وزیر اعلیٰ نے پاپولر فرنٹ آف انڈیا یعنی پی ایف آئی کو مورد الزام ٹھہرایا تھا لیکن اب پولیس کا کہنا ہے کہ جو دو افراد پکڑے گئے ہیں ان کا تعلق پی ایف آئی سے نہیں ہے۔

خیال رہے کہ جہاں ناجائز قبضہ ہٹانے کی مہم چلائی جا رہی تھی وہ بہت بڑا علاقہ ہے۔ وہاں بنگالی بولنے والے مسلمان کئی دہائیوں سے آباد ہیں اور وہاں ان کی نسلیں پروان چڑھی ہیں۔ وہیں وہ لوگ کھیتی باڑی کرتے اور پرامن انداز میں اپنی زندگی گزارتے رہے ہیں۔ بی جے پی کی نظر گزشتہ کئی برسوں سے اس علاقے پر لگی ہوئی تھی۔ پہلے ان مسلمانوں کو این آر سی کے ہتھیار سے بے دخل کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن چونکہ ان کے پاس تمام جائز دستاویزات موجود تھے اس لیے ان کے نام این آر سی میں شامل ہوئے اور انھیں اجاڑنے کی سازش ناکام ہو گئی۔ پھر اس نے اسمبلی انتخابات کے موقع پر ہندو ووٹروں سے یہ وعدہ کیا کہ اگر اس کی حکومت دوبارہ آئی تو وہ ان مسلمانوں کو وہاں سے اجاڑ دے گی۔ دوبارہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب ہیمت بسوا شرما کو وزیر اعلیٰ بنایا گیا تو وہاں کے لوگوں میں خوف و دہشت کا ماحول پیدا ہو گیا۔ چونکہ شرما مسلمانوں کے خلاف بیانات دیتے رہتے ہیں اور وہ مسلم دشمن سیاست کی بنیاد پر ہی یہاں تک پہنچے ہیں اس لیے انھوں نے موقع دیکھ کر مسلمانوں کو اجاڑنے کا حکم دے دیا۔ پھر کیا تھا۔ سیکڑوں پولیس جوانوں کی معیت میں وہاں انہدامی کارروائی شروع کر دی گئی۔ پہلے ۲۱ ستمبر کو دھولپور نمبر ایک دو اور تین میں کارروائی کی گئی اور سیکڑوں خاندانوں کو اجاڑ دیا گیا۔ اس کے بعد ۲۳ ستمبر کو پھر کارروائی کی گئی۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کی جانب سے اس واقعہ کے خلاف شدید احتجاج کیا جا رہا ہے۔ لیکن ایسا نہیں لگتا کہ کسی خاطی کو سزا ہوگی یا جو فوٹو گرافر گرفتار کیا گیا ہے اسے کوئی سزا ملے گی۔ اسے چند دنوں کے بعد ضمانت مل جائے گی اور کوئی تعجب نہیں کہ اسے بی جے پی میں شامل کر لیا جائے اور اسے کوئی منصب مل جائے۔ کیونکہ گزشتہ چند برسوں سے یہی دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر ظلم ڈھانے والے ہر مجرم کو اس کا انعام ملا ہے۔ اگر وہ بی جے پی کا رکن نہیں ہے تو اسے بی جے پی میں شامل کیا گیا ہے۔ اگر بی جے پی میں ہے تو اسے کوئی عہدہ دیا گیا ہے۔ اگر وہ پولیس والا ہے تو اسے ترقی مل گئی ہے۔ لہٰذا خیال کیا جاتا ہے کہ اس کارروائی میں شامل پولیس والوں کو انعام دیا جائے گا اور ان کی ترقی ہو جائے گی۔ دراصل یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ بی جے پی نے ملک میں نفرت انگیز سیاست شروع کی ہے۔ اس نے مسلمانوں اور اقلیتوں کے خلاف ایک ایسا ماحول بنا دیا ہے کہ ان کا جینا مشکل ہو گیا ہے۔ ماب لنچنگ کے واقعات بدستور جاری ہیں۔ کہیں کوئی ویڈیو منظر عام پر آجاتا ہے تو کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ ورنہ بہت سے واقعات چھپ جاتے ہیں ان کا علم ہی نہیں ہو پاتا۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس نفرت انگیز سیاست کی وجہ سے ہی مسلمانوں کو ہلاک کرنے یا ان پر تشدد کرنے والے بعض اوقات خود ہی اس کارروائی کی ویڈیو بناتے ہیں اور پھر اسے سوشل میڈیا پر پوسٹ کرتے ہیں۔ انھیں اپنی اس غیر قانونی حرکت پر کوئی ندامت ہونے کے بجائے فخر ہوتا ہے۔ وہ خود کو حکومت و انتظامیہ کی نگاہوں میں لانا چاہتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ بھی مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں انھیں بھی کوئی عہدہ دیا جائے۔

ایک طرف سب کا ساتھ سب کا وکاس کی بات کی جاتی ہے اور دوسری طرف ایسی کارستانیوں پر خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔ خاطیوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے کا کوئی اشارہ نہیں دیا جاتا۔ ادھر آر ایس ایس کے سرسنگھ چالک یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ ہندو اور مسلمان ایک ہیں اور ماب لنچنگ کرنے والے ہندو نہیں ہیں اور ادھر وہ بھی ان وحشیانہ کارروائیوں پر زبان نہیں کھولتے۔ ورنہ وہ اگر ایک اشارہ کر دیں تو ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا مل جائے۔ سیاسی مبصرین کی جانب سے اس بات کا اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اتر پردیش اور دیگر ریاستوں میں انتخابات کے آتے آتے اس قسم کے مزید واقعات ہوں گے تا کہ بی جے پی ان کو بھنا سکے اور اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بچا کر ایک بار پھر اقتدار میں واپسی کرے۔ اگر اس ملک میں نفرت کی یہ سیاست اسی طرح چلتی رہی تو پورا ملک تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس وقت ملک کو بچانے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا آج اپوزیشن جماعتوں پر بہت بڑی ذمہ داری آن پڑی ہے۔ لیکن اس کی امید بہت کم ہے کہ وہ ان واقعات کے خلاف کھل کر سامنے آئیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اپوزیشن لیڈران بھی ڈرے سہمے ہیں اور اس خوف میں مبتلا ہیں کہ اگر وہ زبان کھولیں گے تو ان کے پیچھے سرکاری ایجنسیاں لگا دی جائیں گی۔ لیکن اگر یہ صورت حال زیادہ دنوں تک رہتی ہے تو ملک سے فرقہ وارانہ یگانگت اور بھائی چارے کا تانا بانا منتشر ہو جائے گا اور وہ ملک کا اتنا بڑا نقصان ہوگا کہ اس کی تلافی جلد نہیں ہو سکے گی۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

WEEK ENDING-18/10/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail :naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب | قیمت فی شارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print&Designby:AzimabadPrinters,Patna#9473371988

Scanned with CamScanner